ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۸ مئی ۱۹۶۵ء
۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور
۲۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِیْ فِی السِّیَاحَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِی الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ " رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو ممالک کی سیر کرنے کی اجازت دے دیجئے ، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی سیر و سیاحت اللہ ربّ العزت کے راستہ میں جہاد کرنا ہے (امام ابوداؤد نے اس حدیث کو عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے ۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "قَفْلَةٌ کَغَزْوَةٍ " رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ ،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہاد سے واپسی بھی جہاد کے برابر ہے ، امام ابوداؤد نے اس حدیث کو سند جید کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔

"اَلْقَفْلَةُ" : اَلرُّجُوْعُ - وَالْمُرَادُ الرُّجُوْعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهٖ وَمَعْنَاهُ اَنَّهٗ یُثَابُ فِیْ رُجُوْعِهٖ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ الْغَزْوِ

امام نووی فرماتے ہیں "القفلة" کے معنی لوٹنے کے ہیں اور مراد جہاد سے فراغت کے بعد واپس ہونا اور مطلب یہ ہے کہ جہاد سے فارغ ہونے کے بعد لوٹنے اور واپس ہونے میں بھی ثواب دیا جاتا ہے ۔

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ لَّمْ یَغْزُ ، اَوْ یُجَهِّزْ غَازِیًا ، اَوْ یَخْلُفْ غَازِیًا فِیْ اَهْلِهٖ بِخَیْرٍ ، اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ :

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ، کہ جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کسی غازی کو سامان جہاد دیا اور نہ ہی کسی غازی کی اس کے پیچھے اس کے اہل وعیال میں خبر گیری کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو سخت مصیبت میں مبتلا کریں گے ۔ ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے ۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، کہ مشرکین سے جہاد کرو ، اپنے مالوں اور جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعے سے (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے ۔

ف : حدیث میں تین طرح سے جہاد کرنے کو فرمایا گیا ہے ، سو جان اور مال کے ساتھ تو جہاد کرنا ظاہر ہے ۔ اور زبان کا جہاد کرنا یہ ہے کہ ان کے بتوں کی ، اور ان کے دین باطل کی مذمت اور برائیاں بیان کرے اور ان کی ذلیل وخوار ہونے کے لئے بد دعا کرے ، اور ان کو ڈرائے اور خوف زدہ کرے ۔ غرضیکہ جس قدر زبان سے جہاد کر سکے تو کم از کم یہی کرے ،

وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو : وَیُقَالُ اَبُوْ حَکِیْمٍ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ یُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّیَاحُ ، وَیَنْزِلَ النَّصْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ :

حضرت ابوعمرو ، یا ابوحکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ بیان کرتے ہیں کہ میں (جہاد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا ۔ جب آپ دن کے ابتدائی حصہ میں قتال نہ کرتے ، تو قتال کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چل جاتیں اور (اللہ تعالےٰ کی طرف سے) مدد نازل ہو جاتی ۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ، اور ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے ۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو ۔ لیکن جب مقابلہ ہو جائے تو (ان کے مقابل) جمے رہو ۔ (بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے) ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ - وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِیْقُ وَ صَاحِبُ الْهَدْمِ ، وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شہداء پانچ ہیں (۱) طاعون والا (۲) ہیضہ والا (۳) غرق ہو جانے والا (۴) کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرجانے والا (۵) اور خدا کے راستہ میں شہید ہو جانے والا ۔

متفق علیہ

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۶۵ء | شمارہ ۲

بھارت کو انتباہ

ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات سخت کشیدہ ہیں اور دونوں ملک اس وقت جنگ کے دہانے پر کھڑے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات میں خوشگواری کبھی پیدا نہ ہو گی اور یہ ہمیشہ ایک دوسرے کو دشمنوں کی نگاہوں سے ہی دیکھتے رہیں گے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ ہندوستان کی جوع الارضی مسلم ہو چکی ہے۔ وہ حیدرآباد، جوناگڑھ، گوا وغیرہ کو شیر مادر سمجھ کر پی جانے کے بعد تمام بین الاقوامی ضابطوں اور امن و انصاف کے اصولوں سے انحراف کر کے کشمیر کو بھی ہڑپ کر جانا چاہتا ہے۔ اس کا نشا یہ ہے کہ کشمیری مجاہدین کو جو حق خود ارادیت کے جائز طور پر طالب ہیں۔ نشانہ ظلم وستم بنا کر کشمیر پر اپنے غاصبانہ قبضہ کو طول دیتا رہے۔ شیر کشمیر کو اس نے نظر بند کر دیا ہے اور وہ ہندوستان میں پھیلی ہوئی بھوک، ناچاقی اور بدامنی کی طرف سے عوام کی توجہات کو ہٹانے کے لئے پاکستانی سرحدوں پر بھی چھیڑ چھاڑ جاری رکھے ہوئے ہے۔ ان حالات میں کوئی کیونکر تصور کر سکتا ہے کہ دونوں ملکوں میں کبھی دوستی اور مصالحت کی بنیادیں استوار ہو سکتی ہیں۔ ہمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ ان حالات و واقعات کی موجودگی میں مصالحت اور بہتر تعلقات کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں اور آپس کے تناؤ اور کشیدگی کا کبھی خاتمہ نہیں ہو گا۔ حالانکہ اگر دور بین نگاہوں سے دیکھیں تو دونوں ملک ہی اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ جنگ کی صورت میں دونوں ملکوں کا نقصان عظیم ہو گا اور اگر دونوں کی دشمنی دوستی میں بدل جاتے اور ایک کو دوسرے کا تعاون حاصل ہو جائے تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اسی میں دونوں کا فائدہ ہے اور اسی میں پورے ایشیا کا مفاد مضمر ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اس نے ہمیشہ ہی حقیقت پسندانہ اور مصالحانہ رویہ اختیار کیا اور دوستی کا ہاتھ آگے بڑھایا ہے۔ وہ تمام جھگڑے بات چیت اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق حل کرنے میں یقین رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود اسے اپنی آبرو اور عزت بچانا بھی آتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اسے جینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ دراصل بھارتی حکومت اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ ہمارا ملک بڑا ہے۔ ہماری افرادی طاقت چین کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ ہے ہمارے وسائل و ذرائع بہت وسیع ہیں اور غیر ملکی فوجی امداد نے تو بھارتی حکمرانوں کا دماغی توازن ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جونہی پاکستان سے ہندوستان کی جنگ شروع ہوئی دوسری قومیں ان کی امداد کو اٹھ بھاگیں گی۔ حالانکہ ان کا یہ تصور قطعی باطل ہے۔ میدان جنگ میں بھاگنے والوں کے ساتھ کوئی نہیں ہوا کرتا بلکہ سب تعاقب کرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں تاکہ مال غنیمت میں سے انہیں بھی کچھ حصہ ہاتھ آ جائے۔ رن کچھ کا معاملہ ہندوستان کے سامنے ہے۔ روسی حکومت تک نے اس سلسلے میں بھارت کی امداد سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اور بھارت منہ دیکھتا رہ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ تمام دنیا نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا ہے کہ بھارت غلط راہ پر گامزن ہے اور دیگر اقوام کو گو مگو کی پالیسی میں مبتلا رکھ کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔ صدر ایوب کی حکومت نے کافی حد تک بھارتی حکومت کو بے نقاب کر دیا ہے اور اب تقریباً تمام ہمسایہ ممالک بھارت کی پالیسی سے نالاں ہے۔ چین کو بھارت سے کوئی ہمدردی نہیں، انڈونیشیا اس سے دور ہو گیا ہے۔ نیپال اس سے بدگمان ہے کشمیری مجاہدین کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور دیگر ہمسایہ ممالک اسے شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان حالات میں بھارت کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لے، اپنی روش پر نظرثانی کرے۔ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے اور اپنے ہمسایہ ممالک سے تعلقات کو بہتر بنانے کی فکر کرے ورنہ اسے جان لینا چاہیئے کہ وہ جلد ہی اپنے انجام بد کو پہنچ کر رہے گا۔ صدر محمد ایوب نے ٹھیک فرمایا ہے کہ بھارت اگر کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی پر عمل کرے تو آج ہی پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات بہتر ہو سکتے ہیں اور دونوں ملک پرامن اور خوشحال زندگی بسر کر سکتے ہیں اور اگر ہندوستان صرف اپنی ہی بات ہم پہ ٹھونسنا چاہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ پاکستان انشاء اللہ ہر صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تیار ہے۔ صدر پاکستان نے ہندوستان کو متنبہ کیا ہے۔ کہ وہ جنگ کا تصور دل سے نکال دے۔ اس میں شک نہیں کہ جنگ سے پاکستان کو بھی نقصان پہنچے گا۔ لیکن ہندوستان یقیناً تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ تمام اختلافات اور نزاعی امور باہمی بات چیت اور مصالحت سے طے کر لے اور جو انرجی اور سرمایہ، دفاعی امور طے کرنے پر صرف کر رہا ہے۔ ترقیاتی منصوبوں پر لگائے اور ملک میں بڑھتی ہوئی بھوک، بیکاری اور معاشی بدحالی کا علاج سوچے۔ اس سے دونوں ملکوں کو فائدہ ہے۔ بصورت دیگر ہندوستان کو سوچ لینا چاہیئے کہ تباہی اس کے دروازوں پر دستک دے رہی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ

مشرقی پاکستان میں قیامت خیز طوفان آ جانے کے باعث بے اندازہ نقصان ہوا ہے سینکڑوں گاؤں اور کنبے اجڑ گئے ہیں — سینکڑوں بستیاں ویران اور بے شمار مکانات پیوند زمین ہو گئے ہیں اور ان کے ہزاروں مکین یا تو ملبے کے ڈھیر میں دب کر رہ گئے ہیں یا ہوا اور پانی کی تند و تیز لہریں انہیں بہا کر لے گئی ہیں۔ اب ان بستیوں میں موت کی خاموشی طاری ہے۔ ہر طرف انسانی لاشیں

باقی صفحہ ۱۸ پر

مجلس ذکر ۔ جمعرات ۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ ۔ ۲۰ مئی ۱۹۶۵ء

دینی بے حسّی کو دُور کریں

از:۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ:۔ خالد سلیم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :۔

بزرگان محترم !

ہم سب یہاں ذکر اللہ کے لئے جمع ہوئے ہیں ۔ ہمیں چاہیئے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے ۔ ورنہ طرح طرح کی بلائیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں جو ہمارے اپنے ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہیں

ابھی تھوڑے دن ہوئے ہیں ۔ کہ مشرقی پاکستان میں طوفان سے ہزاروں افراد ہلاک اور کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے ۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے فوت شدگان کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آمین !

یہ ہمارے لئے عبرت ناک واقعات ہیں ۔ ہمیں ان سے سبق سیکھنا چاہتے ۔ کہ ہم اپنا تعلق اللہ تعالےٰ سے درست کریں ۔ تقویٰ اور طہارت کو اپنائیں ۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور دعا کریں ۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو کسی آزمائش میں نہ ڈالے ۔ ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھے ۔

افسوس ہے کہ آج دینی اور ملّی احساس بالکل ختم ہو چکا ہے ۔ دوسرے مسلمان کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے بجائے اس کی تسلّی اور امداد کرنے کے مذاق اڑاتے ہیں ۔ ہمسائے مصیبت میں گرفتار ہیں ۔ کھانے کو کچھ نہیں ۔ اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم گلچھرے اڑا رہے ہیں ۔ خوب عیش و عشرت کر رہے ہیں ۔ (الّا ماشآءاللہ)

اس وقت میری گذارش کا منشا یہ ہے کہ ہم کو دوسروں کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو دیکھ کر بے فکر نہیں بیٹھنا چاہیئے اور اسی طرح بدستور لغو و بے ہودہ اور عیش و عشرت میں زندگی نہیں گذارنی چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے ۔ اللہ تعالےٰ کے احکامات کی فرمانبرداری کرتے رہنا چاہئے ۔ ہو سکتا ہے کہ آج اگر دوسروں پر مصیبت آ گئی ہے تو کل کو خدانخواستہ ہم پر بھی نہ آجائے ۔

مسلمان کا شیوہ یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے انعامات پر شکر بجا لائے پہلے سے زیادہ ذکر اللہ اور عبادت کرے اور مصیبت و تکلیف کے وقت صبر و تحمل سے کام لے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضؓ کے حالات اور واقعات ہمارے سامنے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے انعام و اکرام پر شکر بجا لاتے اور اگر انہیں کفار اور مشرکین کی طرف سے تکلیفیں پہنچتیں تو وہ اس کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے تھے ۔ اور صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ہر موقع اور ہر حال میں اُن کی امداد و نصرت فرمائی ۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو ابوجہل اور دوسرے مشرکین نے اونٹ کی اوجھری پیٹھ پر رکھ دی ۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے دیکھا تو وہ دوڑی دوڑی آئیں اور اوجھری کو ہٹایا ۔

خلاصہ یہ کہ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ اسلام کی خاطر مصائب و مشکلات کو برداشت کرتے رہے انہوں نے گھر بار، بیوی بچوں، مال و دولت کو اللہ کے لئے چھوڑا ۔ صحابہ کرام رضؓ مصائب و مشکلات میں ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آتے رہے ۔ یہ نہ تھا کہ ایک مسلمان اگر تکلیف میں ہے تو دوسرا آرام سے بیٹھا ہوا ہے ۔

اسلام نے تو تمام مسلمانوں کو جسم واحد قرار دیا ہے ۔ جس طرح جسم کے کسی حصّہ میں کوئی درد ہو تو سارا جسم اس درد اور تکلیف کو محسوس کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں میں سے کسی مسلمان کو تکلیف ہو چاہے وہ کسی ملک اور دنیا کے کسی کونے میں بیٹھا ہو ۔ دوسرا مسلمان کبھی چین سے نہیں بیٹھ سکتا ۔

افسوس ہے کہ آج ہم میں ہمدردی اور بھلائی کا احساس ہی ختم ہو گیا ہے ۔ دوسروں کا پیٹ کاٹ کر اپنا پیٹ بھرنا چاہتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ سب مسلمان مضبوطی سے اللہ کی رسی یعنی قرآن کو تھام لیں اور تفرقہ بازی میں نہ پڑیں ۔

آج وقت کی کمی کی وجہ سے زیادہ بیان نہیں کر سکتا ۔ خلاصہ معروضات کا یہ ہے کہ ہم کو اپنی بے حسی دور کرنا چاہئے ۔ دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں ۔ دوسرے مسلمانوں کے دنیوی اور دینی کاموں میں معاون و مددگار بنیں ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھیں ۔ اللہ تعالےٰ کے انعامات پر شکر بجا لائیں ۔ اور مصائب و مشکلات کے وقت صبر کریں واویلا اور شور نہ مچائیں ۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ارشادات حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام)

از:۔ خواجہ فخرالدین لون بی اے ۔ بہاولپور

کوفہ کے محدث جلیل اور فقیہ اعظم سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ " میں صادق بن صادق جعفر بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے ابن رسول اللہ مجھے کچھ وصیت کیجئے :۔

آپ نے ارشاد فرمایا :۔

اے سفیان جھوٹے کو مروّت نہیں ملتی ۔ ملول کو بھائی نہیں ملتا ۔ حاسد کو راحت نہیں ملتی بد خلق کو سرداری نہیں ملتی ۔

میں نے عرض کیا :۔

اے ابن رسول اللہ کچھ اور ۔

آپ نے ارشاد فرمایا :۔

اے سفیان خدا پر بھروسہ رکھ مومن بن جائے گا ۔ اللہ تعالےٰ جو کچھ دیں اس پر راضی رہ غنی بن جائے گا ۔ جو تیرا پڑوسی ہو اس سے حُسن سلوک کر مسلمان

باقی صفحہ ۶ پر

خطبہ جمعہ : ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۶۵ء

اصل زندگی عالم آخرت کی زندگی ہے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ o

(پ ۲۱ - س العنکبوت آیت ۶۴)

ترجمہ :- اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور اصل زندگی عالم آخرت کی ہے - کاش وہ سمجھتے !-

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی آدمی کو چاہیے یہاں کی چند روزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے کہ اصلی و دائمی زندگی وہ ہی ہے دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت کو بھول نہ بیٹھے - بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفر آخرت کے لئے توشہ درست کرے -

حاصل

یہ نکلا کہ اس دنیا کی زندگی عارضی اور فانی ہے - اس دنیا کی زندگی سے دل لگا کر انسان کو آخرت کی زندگی سے بے نیاز نہ ہونا چاہیے - کیونکہ درحقیقت وہی زندگی اصل ہیں زندگی کہلانے کی مستحق ہے -

شہادت حدیث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بوریئے پر سوئے - سو کر اٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان تھے - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا - کہ "یا رسول اللہ! اگر آپ ہمیں حکم فرما دیتے تو ہم آپ کے لئے فرش بنا دیتے -" آپ نے فرمایا "مجھے دنیا سے کیا مطلب - میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اٹھا لے اور پھر چل دے اور درخت کو اسی جگہ چھوڑ جائے -

نتیجہ

یہی نکلا کہ دنیا کی زندگی چند لمحوں کی عارضی زندگی ہے اور انسان محض چند گھڑیاں ستانے کیلئے یہاں ٹھہر گیا ہے - اصل زندگی فقط آخرت کی زندگی ہے جس کی طرف انسان ہر گھڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے -

دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہے

قولہٗ تعالےٰ :-

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ط وَ فَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ط وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ o

(پ ۱۳ س الرعد آیت ۲۶)

ترجمہ :- اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے اور دنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں مگر تھوڑا سا اسباب -

حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہ

قبض و بسط رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے - یہ لوگ دنیا کا ساز و سامان حاصل کر کے بڑے خوش ہو گئے ہیں - حالانکہ دنیا کی نعمتیں آخرت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں -

شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ

لکھتے ہیں کہ (دنیا دار) دنیا ہی کو مقصود سمجھ کر اتراتے اور اکڑتے ہیں - حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی ہیچ ہے - جیسے ایک شخص اپنی انگلی سے سمندر کو چھوئے تو وہ تری جو انگلی کو پہنچی ہے - سمندر کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے - دنیا کی آخرت کے مقابل اتنی بھی حیثیت نہیں - لہٰذا عقل مند کو چاہیے کہ فانی پر باقی کو مقدم رکھے - حقیقت یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے - بذات خود مقصود نہیں یہاں کے سامانوں سے اس طرح تمتع کرو جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنے - جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا -

دوزخ کی تکلیف اور بہشت کا آرام

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے ایک شخص کو جو دنیا میں آسودہ تر اور عیش و عشرت میں مست تھا لایا جائے گا - اُسے دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا - پھر اُسے پوچھا جائے گا :- اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے دنیا میں کبھی آرام دیکھا تھا ؟ کیا تجھ پر چین کی کوئی گھڑی گزری تھی ؟ تو وہ کہے گا - اے میرے رب ! خدا کی قسم کبھی نہیں پھر اہل جنت میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا ہو گا - اُس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم ! تو نے دنیا میں کبھی تکلیف بھی دیکھی تھی ؟ کیا تجھ پر کبھی شدت و رنج بھی گزرا تھا ؟ تو وہ کہے گا - خدا کی قسم مجھے تو کبھی کوئی تکلیف نہ آئی اور نہ میں نے کبھی کوئی شدت اور سختی دیکھی -

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا کا آرام انسان کو دوزخ کی شدت کے روبرو بالکل بھول جائے گا اگرچہ اس نے دنیا میں کیسے ہی راحت و آرام کیوں نہ دیکھے ہوں۔ اس کے برعکس بہشت کے چین و آرام کے سامنے دنیا کی تکلیف ہرگز یاد نہ آئے گی۔ اگرچہ ساری عمر ہی بیماری اور فاقہ کشی میں کیوں نہ گزری ہو۔

بزرگان محترم!

تمام احادیث و آیاتِ مذکورہ بالا سے صاف واضح ہے کہ آخرت کے سامنے دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔ دنیا کی زندگی بے ثبات اور ناپائیدار ہے آخرت کی زندگی ابدی، حقیقی اور پائیدار زندگی ہے۔ اس لئے انسان کو ہر گھڑی فکرِ آخرت میں لگا رہنا چاہیے دنیا کو بقدرِ ضرورت حاصل کرنا چاہئے اور اپنی تمامتر توجہات حصولِ آخرت پر مرکوز کر دینی چاہئیں۔

سلطان العارفین

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے سلسلہ کے بزرگ اور اولیائے کبار میں سے گزرے ہیں۔ آپ نے اپنے ایک مرید کو نصیحت فرمائی کہ اگر عافیت اور سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کے فتنوں سے علیحدہ اور بے تعلق رہ۔ اگر عزت چاہتا ہے تو عاقبت کی فکر کر جو ہمیشہ کا گھر ہے اور اس کے لئے توشہ جمع کر تاکہ تیرے کام آ سکے۔

دنیا اور دنیا کی محبت کیا ہے؟

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دنیا صرف مال و جاہ ہی کی محبت کا نام نہیں بلکہ موت سے پہلے جس حالت میں بھی تم ہو وہ سب دنیا ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ دنیا کے تمام بکھیڑوں، مخلوقات اور موجودہ چیزوں کے ساتھ دلی تعلق رکھنے کا نام دنیا کی محبت ہے۔ البتہ علم دین، معرفت الٰہی اور نیک کام جن کا ثمرہ مرنے کے بعد ملنے والا ہے۔ اگرچہ ان کا وقوع دنیا میں ہوتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ دنیا نہیں ہے اور ان کی محبت بھی دنیا کی محبت نہیں ہے بلکہ آخرت کی محبت ہے۔

برادران اسلام!

یاد رکھیے! دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا ہے۔ اس تماشہ میں غرق ہو کر آخرت کی ابدی نعمتیں نہ کھو دینا۔ یہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

دیکھنا! اس دھوکہ میں گرفتار ہو کر اصل زندگی سے غافل نہ ہو جانا۔ دنیا سخت بے وفا ہے۔ اس کا جادو ہاروت اور ماروت کے جادو سے بھی زیادہ اور جلد اثر کرتا ہے اور اس سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے۔ ہاروت و ماروت کا جادو مرد اور عورت کے درمیان تفریق اور جدائی کرا دیتا تھا لیکن دنیا کا جادو بندہ اور اس کے رب کے درمیان جدائی پیدا کرکے اسے اصل زندگی کی نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اسی لئے فرماتے ہیں کہ اگر جو کی روٹی نمک کے ساتھ کھا کر اور ٹاٹ پہن کر زندگی گزار دو تو پھر بھی دنیوی زندگی گزر جائے گی۔ مگر خدا را آخرت کا فکر کرو۔ کیونکہ وہاں کی رتی برابر نعمت کا نہ ملنا بھی بڑی تکلیف اور مصیبت کا سبب ہے۔

دنیا دار کی مثال

ایسی ہے جیسے کوئی شخص سفر میں ہے اور قافلہ کے ساتھ اپنے اصلی گھر کی طرف جا رہا ہے۔ راستہ میں جنگل آیا اور قافلہ نے یہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ یہ شخص جنگل میں گھاس دانہ وغیرہ دیکھ کر سواری کے جانور کو موٹا کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ اور جس نیت سے سفر پر روانہ ہوا تھا وہ نیت بھول گیا۔ اس اثناء میں قافلہ کوچ کر گیا اور یہ جنگل میں تن تنہا رہ گیا۔ جنگلی درندوں کی نظر اس پر اور اس کی سواری پر پڑی اور انجام کار انہوں نے سواری کو بھی چیر پھاڑ ڈالا اور اسے بھی نوالہ بنا لیا۔

برادران عزیز!

یاد رکھیے دنیا منزل کا پڑاؤ ہے اور ہم اپنے جسم خاکی پر سوار ہو کر اپنے اصلی گھر یعنی آخرت کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ سواری یعنی جسم کے لئے گھاس دانہ (خوراک) بقدر ضرورت اٹھائیں اور یقینی طور پر اپنے کام آنے والا سامان (اعمالِ صالح) ہمراہ لے کر منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں رہیں۔ صرف اسی صورت میں منزل مقصود پر پہنچ کر ہم آرام و راحت کی زندگی گزار سکیں گے اور اگر اس کے بجائے ہم سواری (جسم) کی پرورش اور فربہی میں مشغول ہو گئے تو قافلہ کوچ کر جائے گا۔ اور ہم ہرگز ہرگز منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور ہم فکرِ آخرت کی دھن میں محو کامیابی کے ساتھ منزلِ مقصود پر پہنچ کر آرام و راحت کی زندگی گزار سکیں۔

آمین

بقیہ: ارشادات امام جعفر رح

بن جائے گا۔ فاجر کی صحبت کبھی اختیار نہ کر وہ اپنا فجور تجھ تک منتقل کر دے گا۔ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کر جو خدائے عزّو جل سے ڈرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا!

اے ابن رسول اللہ کچھ اور ارشاد فرمایئے:۔

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

اے سفیان جو یہ چاہتا ہے کہ عزّت حاصل کرے خواہ پُشت پناہ نہ ہوں غنی بن جائے خواہ مال و دولت نہ ہو اُسے چاہئے کہ معصیت الٰہی کی پستی سے طاعتِ الٰہی کی بلندی تک پہنچنے کی سعی و کوشش کرے لے

لے الصادق ج-۲

قسط اول

اسلام میں علم تجوید وقرأت کا مقام

از شیخ القراء المجودین مولانا قاری عبدالعزیز شوقی
شیخ التجوید دارالعلوم الاسلامیہ پرانی انارکلی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

یہ مقالہ سیدی ومولائی استاذ الاساتذہ شیخ التجوید والقراء حضرت مولانا قاری المقری عبدالعزیز صاحب شوقی الاسعدی نے نومبر ۱۹۶۱ء میں بی این آر آڈیٹوریم کی مجلس مذاکرہ میں پڑھ کر سامعین کی معلومات میں غیر معمولی اضافہ فرمایا تھا۔ حضرت نے مجھ ناکارہ کو نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ چنانچہ میں نے زمانہ تعلیم میں اسے نوٹ کر لیا تھا۔ میں نے افادہ عام کی خاطر حضرت سے اس کی اشاعت کی اجازت چاہی تو حضرت شیخ نے بنظر شفقت اجازت عطا فرما دی۔ امید ہے کہ قارئین اس گنجینۂ گرانمایہ کو بغور مطالعہ فرما کر اپنی معلومات میں اضافہ فرمائیں گے۔ اس مقالہ کو دو قسطوں میں شائع کیا جائے گا۔

مرتبہ:۔ واحد من تلامذتہ الشیخ عبدالغفور راجہل۔ نزیل جامعہ مدنیہ کیمبل پور

حضرات اس مجلس مذاکرہ کا موضوع علم تجوید اور قرآنی تعلیمات کی اہمیت ہے۔ میں اس وقت موضوع کے ہر دو اجزاء میں سے صرف جز اول یعنی علم تجوید کی اہمیت کے متعلق کچھ معروضات پیش کروں گا۔ میں قرآنی تعلیمات کی اہمیت پر اس لئے کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا کہ یہ کوئی مخفی وستور نہیں۔ ہر وہ شخص جو مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن پر ایمان و یقین رکھتا ہے۔ لازماً یہ بھی سمجھتا ہے کہ اگر اس کتاب کو پڑھا اور پڑھایا نہ جائے تو نہ اسلام باقی رہتا ہے نہ مسلمان اس لئے قرآنی تعلیم ہر ایک مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ انفراداً بھی اجتماعاً بھی، دوسرے میرا خیال ہے کہ اگر علم تجوید کی اہمیت واضح کر دی جائے تو قرآنی تعلیمات کی اہمیت خود ثابت ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ علم تجوید اور قرآنی تعلیم آپس میں لازم وملزوم ہیں اسی لئے تجوید کے خلاف جس قدر بھی قرآن پڑھا جائے گا۔ اسے ہم از راہ عقیدت قرآن کہہ دیں یہ اور بات ہے۔ ورنہ درحقیقت وہ قرآن نہیں ہوگا ان وجوہ کی بناء پر میں اصلاً علم تجوید کی اہمیت پیش کروں گا۔ ضمناً تعلیم قرآن کا تذکرہ بھی ہو جائے گا۔

پاکستان میں تجوید کا پس منظر

حضرات! ایک عرصہ دراز تک ہمارے ملک میں یہ صورت حال رہی ہے کہ یہاں کے لوگ علم تجوید سے قطعاً روشناس نہیں تھے اسی لئے ہر وہ شخص جو ذرا اینٹھ مروڑ کر قرآن پڑھتا تھا اسی کو قاری کا خطاب دیا جاتا تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب وہ وقت نہیں رہا اب ملک میں اللہ کے چند مخلص بندوں کی مسلسل خدمات کی بدولت ایک اچھا خاصا طبقہ اس علم سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق ضرور رکھتا ہے پھر بھی اکثریت اس علم سے ناواقف ہے یہی وجہ ہے کہ اس علم کی اور اس کے حاملین کی ملک میں عام طور پر کماحقہ قدر و منزلت نہیں اس لئے ضروری ہے کہ اہالیان ملک بالخصوص برادران اسلام کو اس علم سے پوری طرح باخبر کیا جائے۔ اسی سلسلہ میں چند گذارشات میں بھی پیش کر رہا ہوں۔

تجوید کی اہمیت کے مختلف پہلو

میرا خیال ہے کہ علوم دنیاوی کے مقابلہ میں دینی علوم بہرحال افضل ہیں۔ تفصیلات کا موقع نہیں۔ کم از کم ایسا یقین رکھتا ہوں پھر تمام دینی علوم میں وہ علوم افضل و اشرف ہیں جن کا تعلق براہ راست قرآن کریم سے ہے اور اس حقیقت سے کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ علم تجوید کا تعلق براہ راست الفاظ قرآن سے ہے اور چونکہ الفاظ قرآن کے مقابلہ میں کوئی چیز بھی مجد و شرف کا دم نہیں بھر سکتی تو انہی الفاظ سے تعلق رکھنے والے علم تجوید کے متعلق یہ بھی متفقہ اور یقینی فیصلہ ہے کہ اس علم سے بڑھ کر کوئی بھی علم معزز و مشرف نہیں ہو سکتا اسی لئے اس علم کے اکابر اور دیگر محققین علماء نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ علم تجوید اشرف العلوم ہے

علم تجوید منزل من اللہ ہے

پھر یہ محض ایک مفروضہ نہیں۔ جس کی بناء پر کوئی فرضی عمارت قائم کرنے کا ارادہ ہو بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس قدر اقویٰ ہے۔ اقویٰ درجہ استناد اس علم کو حاصل ہے۔ اس درجہ کا اسناد شائد کسی بھی دینی علم کو حاصل نہ ہو اور علوں میں وسائط حائل ہوں گے۔ لیکن یہاں استناد میں کوئی واسطہ محض واسطہ کے طور پر حائل نہیں۔ علم تجوید و قرأت کی دنیا میں حضرت امام جزری کسی تعارف کے محتاج نہیں ان کی مؤلفات صدہا سال سے علم تجوید و قرأت کے نصاب کا اہم ترین جزو رہی ہیں۔ یہی امام موصوف اپنی مشہور کتاب مقدمۃ الجزریہ میں فرماتے ہیں

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا

وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو علم تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور تجوید ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچا ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ جس طرح کلام الٰہی منزل من اللہ ہے۔ اسی طرح علم تجوید بھی منزل من اللہ ہے اب جو شخص قرآن پاک کو تجوید کے خلاف پڑھتا ہے۔ وہ گویا تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ کو ناقص ہی نہیں پارہ پارہ کرتا ہے اسی لئے امام موصوف نے صاف فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن کو تجوید کے خلاف پڑھتا ہے وہ گنہگار ہے

علم تجوید کا ثبوت کتاب اللہ سے

ساتھ ہی اس بات پر غور فرمایئے کہ اس علم کا تعلق جس کتاب الٰہی سے ہے وہ کتاب اس کے بارے میں کیا حکم ناطق بیان کرتی ہے۔ میرا خیال ہے اور امید ہے کہ آپ اس کی تائید فرمائیں گے کہ ایک مسلمان کے لئے کس چیز کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کہاں ہو سکتی ہے کہ اس کے متعلق صراحت کے ساتھ قرآن پاک میں حکم موجود ہے۔ چنانچہ رب العالمین کا ارشاد ہے

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

اور قرآن پاک خوب ٹھہر ٹھہر کر سنوار کر پڑھو۔ اس آیت کی تفسیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان الفاظ میں منقول ہے۔

اَلتَّرْتِيْلُ هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ۔

یعنی ترتیل دو باتوں کے مجموعے کا نام ہے (۱) حروف کی عمدگی اور تحسین کے ساتھ ادا کرنا (۲) وقفوں کا پہچاننا یعنی آیت کہاں کرتی ہے کہاں نہیں کرتی کہاں ٹھہرنا جائز ہے اور کہاں ناجائز۔ مذکورہ آیت کی مذکورہ تفسیر بڑی حد تک متفق ہے۔ کسی فقیہہ اور کسی امام و مجتہد کا اس میں اختلاف نظر سے نہیں گذرا۔ کم از کم مجھے اس کا علم نہیں ہو سکا۔ اس تفسیر کی رو سے تجوید کی فرضیت یا وجود کلام الٰہی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ جو دلائل قطعیہ میں سب سے زیادہ

موثر اور اقویٰ ہیں اور صریح حکم کے باوجود بھی اگر کوئی شخص تجوید کے خلاف ہی قرآن پڑھتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ عملی طور پر قرآن سے بغاوت کا اعلان کر رہا ہے اور قرآن کے باغیوں کا ٹھکانہ کون نہیں جانتا کہ کہاں ہوگا یا کہاں ہونا چاہئے۔

خیر القرون میں تجوید کا تعلیمی اہتمام

علم تجوید ہی وہ علم ہے جس کے حلقے اور تعلیمی انتظامات خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائے۔ قرآن پڑھنے والوں اور پڑھانے والوں اور اپنے دونوں کی مدد کرنے والوں کے درمیان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مضبوط نظم قائم فرمایا۔ اور اصحاب صُفّہ کے مبارک نام سے تو کون ناواقف ہوگا۔ خیر القرون قرنی کے دور میں علم التجوید اور علم القرآن کے علاوہ کسی اور چیز کا چرچا ہی نہیں تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس جن اصحاب کو اس علم کی تعلیم فرمائی ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عثمانؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو الدرداءؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، وغیر ذالک، یہ سب حضرات وہ "تلامذہ خاص" ہیں جن کو خاص زبان رسالت سے علم تجوید حاصل ہوا اور پھر یہی حضرات کائنات کے معلم بن گئے اس تمام صورت حال سے معلوم ہوا کہ علم التجوید کی اہمیت خود حضور سرور کائنات کے نزدیک بھی بہت زیادہ تھی اسی لئے اس کے تعلیمی انتظامات کا زیادہ اہتمام تھا یہاں تک کہ گذارشات سے علم تجوید کی کتاب وسنت کی رو سے اہمیت واضح ہو چکی ہے

علم تجوید کی عظیم افادیت

اب ہم علم تجوید کی اہمیت اس کے افادی پہلو کے لحاظ سے واضح کرنا چاہتے ہیں اگر ہم سے یہ سوال کیا جائے کہ تجوید کے حصول سے کیا فائدہ؟ تو مختصر جواب یہ ہوگا کہ اس علم کے حصول سے قرآن کریم کو حسن صحت کے ساتھ پڑھنا آ جاتا ہے۔ مگر یہ مختصر جواب اپنے اختصار کے باوجود بڑے دور رس نتائج کا حامل ہے۔ غالباً آپ اس بات سے انکار نہیں کریں گے کہ اگر حق تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہیں تو یہ صورت بھی عین ممکن بلکہ تحت القدرۃ ہے کہ اسباب و وسائل کے بغیر اس کام کا ظہور ہو جائے اور متعدد مرتبہ ایسا ہو بھی چکا ہے۔ مگر عادت اللہ۔ یہ ہے کہ اسباب سے قطع نظر نہیں کی جاتی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

کہ ہم ہی نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ آیت مذکورہ میں جو وثوق اور اعتماد کی شان ہے اس سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور محافظ کی ضرورت نہیں ہم اس کے محافظ خود ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اولین و آخرین اور موجودین کائنات کی ساری مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے کہ قرآن کریم کو مٹا دیا جائے اور سب مل کر کتنی ہی کوشش بھی کریں تو خدائے کعبہ کی قسم! یہ سب ناکام رہیں گے اور قرآن ان کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹ سکے گا۔ یہ تو مطلب ہوا اللہ کے محافظ ہونے کا مگر نزول قرآن کے روز اول سے لے کر آج تک ہوتا کیا رہا ہے؟ ہوتا یہ رہا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے بندوں ہی میں سے کچھ لوگوں کو چھانٹ لیا ہے کہ اگر اللہ قرآن کا محافظ حقیقی ہے۔ تو اللہ کے بندے محافظ مجازی بن جائیں۔ اور قدرت کا منشاء پورا ہے کہ قرآن کریم کی ہمہ گوں وہمہ گیر حفاظت کے سامان پیدا ہو جائیں۔

خادمین قرآن کریم کی اہم جماعت

چنانچہ حفاظ و قراء نے قرآن پاک کے مقدس الفاظ کی حفاظت کا بیڑہ اٹھا لیا۔ علمائے لغت و ادب نے اس کتاب الٰہی کے معانی کو محفوظ کر لیا اور اہل فکر و نظر یعنی فقہاء و مجتہدین نے قرآن کریم کے استنباطی اسالیب کو محفوظ کر لیا۔ غرضیکہ خادمین قرآن کی جو جماعت اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی اس نے تقسیم کار کے اصول پر قرآن کریم سے متعلق تمام خدمات کو سامنے رکھ کر اس کی انجام دہی شروع کر دی تا آنکہ آج اللہ کی کتاب اسی طرح من وعن آپ کے سامنے موجود ہے جس طرح کہ وہ نازل ہوئی تھی حالانکہ تیرہ سو اسی سال گزر چکے ہیں۔ اس طویل ترین عرصہ میں بعض سرپھروں نے قرآن کریم کو مٹانے کی کوشش بھی کی مگر قرآن کریم جوں کا توں موجود ہے۔ اس کے کسی نقطے اور شوشے میں فرق نہیں آ سکا یہی ہے وہ وعدۂ حفاظت کی تکمیل جس کا کام خدمۂ قرآن سے لیا گیا۔

علمائے تجوید کی رتبی تقدیم

پھر تمام خادمین قرآن میں ارجح اور اقدم درجہ ان حضرات کا ہے جو الفاظ قرآن کی خدمت میں مصروف ہیں اس لئے کہ تمام کے تمام معانی و مفاہیم اور استنباطات واستدلالات کا محور ومرکز الفاظ ہیں اگر الفاظ صحیح رہتے ہیں تو معانی و مفاہیم بھی اپنی جگہ درست رہتے ہیں اور اگر اصل الفاظ ہی میں گڑبڑ ہو جائے۔ تو معانی کی صحت کہاں قائم رہ سکتی ہے؟

علم تجوید اور حفاظت قرآن کریم

اس تمام تر گذارش کا حاصل یہ ہوا کہ علم تجوید ہی وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا عظیم الشان کام پورا کرایا ہے۔ اور یہی وہ علم ہے جس سے اللہ کی کتاب کا حسن و جمال اور صحت و درستی قائم رہتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر کوئی افادی پہلو اس علم کا ہو بھی نہیں سکتا۔ علمائے محققین نے اس علم کی عظیم افادیت کے لئے یہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے محکم فیصلہ فرمایا ہے، علم تجوید کا موضوع الفاظ قرآنی ہیں اور ظاہر ہے کہ کسی علم کے شرف و وقار کا انحصار موضوع کی عظمت پر ہی ہوتا ہے۔ یہاں تک میں نے اس علم مبارک کی اہمیت پر نقلی حیثیت سے گفتگو کی ہے اب روئے سخن عقلی حیثیت کی طرف ہے۔ عقلی اعتبار سے علم تجوید کی اہمیت دوسری قسط میں ملاحظہ فرمائیں طوالت کی وجہ سے پہلی قسط یہاں پر ختم کی جاتی ہے

اللّٰھم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

خدمت والدین ذریعہ نجات ہے

قاری عبدالمجید مدرسہ انوار الاسلام کیہال ایبٹ آباد

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا ط
(عنکبوت آیت ۸)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین
سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے
انسانی حقوق میں سب سے مقدم
اور اولین حق والدین کا ہے اور قرآن مجید میں جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے حق کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں ساتھ ہی والدین کے حقوق کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ سورۃ النساء آیت ۳۶ میں وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا میں جہاں باری تعالیٰ نے خالص دینی عبادت کے کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم فرمایا تو ساتھ ہی والدین کے حق کو وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کے مبارک الفاظ میں ذکر کیا کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کے حقوق کا خیال بھی رکھنا۔ اسی طرح سورۃ الانعام آیت ۱۵۱ میں بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا۔ ارشاد ہوا

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ
اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔

اے نبی فرما دیجئے لوگو آؤ میں تمہیں وہ چیز پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہے۔ (وہ یہ ہیں) فرمایا کہ کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرانا۔ اور آگے پھر وہی الفاظ فرمائے۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کہ ماں باپ سے بدسلوکی نہ کرنا بلکہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا اور ان کا ہر طرح خیال رکھنا۔ اسی طرح سورۃ البقرۃ آیت ۸۳ میں بنی اسرائیل سے وعدہ لیتے ہوئے ارشاد ہوا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ۔ تمت

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرنا تو ساتھ ہی ان کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا والدین کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا۔ غرضیکہ سارے قرآن میں عموماً اور سورۃ البقرہ، سورۃ الانعام، سورۃ النساء، سورۃ عنکبوت، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ لقمٰن اور سورۃ الاحقاف میں خصوصاً والدین کے ساتھ حسن سلوک پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن پاک ہی ایک ایسی مبارک کتاب ہے کہ جس میں والدین کے صحیح مقام کو بتایا گیا ہے۔ دوسرے تمام مذاہب کی کتابوں کو اول سے لے کر آخر تک پڑھ جایئے۔ کہیں بھی آپ کو والدین کے حقوق کا نام تک نہ ملے گا۔ افسوس کہ آج مسلمان نہ ہی اپنی اس عظیم الشان کتاب کو پڑھتا ہے۔ اور نہ ہی اس میں غور و فکر کو ضروری سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اکثر والدین اپنی اولاد کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں اور بعض جاہل تو والدین کو مارنے اور پیٹنے تک بھی لگ جاتے ہیں۔ اس معاملہ میں ساری غلطی صرف اولاد ہی کی نہیں بلکہ ماں باپ کی بھی کچھ غلطی ضرور ہے۔ وہ یہ کہ ہم اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم ایم اے اور بی اے تک تو دیتے ہیں اور فخر سے ان کو امریکہ اور لندن بھیجتے ہیں۔ مگر قرآن کو ناظرہ تک بھی نہیں پڑھاتے اور صرف دنیاوی تعلیم کو کافی سمجھتے ہیں اور ہمیں صرف یہی شوق ہوتا ہے کہ ہمارا بیٹا ڈاکٹر یا انجنیئر بن جائے اور اگر کوئی خوش قسمتی سے ناظرہ پڑھ بھی لے تو پھر معانی اور مطالب قرآن سے ناواقف ہوتا ہے۔ حضرت شیخ التفسیرؒ فرمایا کرتے تھے "لاہوریو"، تم اپنی اولاد کو انگریزی تو پڑھاتے ہو۔ مگر قرآن نہیں پڑھاتے یاد رکھو قیامت کے دن یہی بیٹے اور بیٹیاں کہیں گی۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا
فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا۔ ۵

اے اللہ ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں یعنی ماں باپ کا کہا مانا انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کر دیا۔

رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ
وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا۔ ۵

اے ہمارے پروردگار ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۶۷، ۶۸) اور فرمایا کرتے تھے۔ لاہوری ایک تو بتا دے کہ میں نے اپنے بیٹے کو عالم دین بنایا۔

قارئین کرام :۔ اگر آج ہم اپنی اولاد کو قرآن پاک کسی عالم باعمل کی صحبت میں بٹھا کر پڑھاتے تو ہمیں اور ہماری اولاد کو پتہ چلتا کہ خدا تعالیٰ نے والدین کے بارے میں یہاں تک فرما دیا کہ رنج و تاسف اور ناخوشی کا کلمہ منہ سے نہ نکالنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور فرمایا کہ:۔

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ
اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ
لَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۵
(سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۳)

اگر تمہارے والدین میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے بات، ادب کے ساتھ کرنا اور یہ جو فرمایا کہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہنا۔ یہ اس لئے کہ بڑھاپے میں ماں باپ کی چنداں قدر اور پرواہ نہیں کی جاتی ورنہ ان کی عزت و حرمت اور ادب و احترام کرنا خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھے دونوں حالتوں میں فرض ہے۔ انسانیت اور سعادت مندی اس امر کی مقتضی ہے کہ والدین کو خوش و خرم رکھا جائے اور ان کا ادب کیا جائے۔ وہ شخص نہایت، خوش نصیب ہے کہ جو ماں باپ کی خدمت کرے اور ان کو خوش رکھے اور اگر دینے کو کچھ پاس نہیں ہے۔ اور تنگ دستی کے سبب ان کی طرف توجہ نہیں کر سکتے ہو اور چاہتے یہ ہو کہ خدا دے تو ان کو دوں گا تو اس صورت میں ان کو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔ کہ خدا کے فضل سے اگر میرے ہاتھ کچھ آیا۔ تو میں آپ کو دوں گا اور آگے تعلیم فرمائی۔ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۵ کہ عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو۔ اور ان کے حق میں یہ دعائیں مانگا کرو رب اے میرے پروردگار اِرْحَمْھُمَا۔ ان دونوں (یعنی والدین) پر رحم فرما۔ جیسا کہ انہوں نے محبت اور شفقت سے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔

مشرک والدین سے بھی حسن سلوک کی وصیت

سورۃ لقمان میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں۔ اے بیٹے اگر والدین مشرک ہی کیوں نہ ہو پھر بھی تو وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ز دنیا کے کاموں میں ان کا اچھی طرح

باقی صفحہ ۱۴ پر

ہوشیار

اے محوِ غفلت ہوشیار

چند روزہ ہے یہ دُنیا کی بہار دل لگا اس سے نہ غافل زینہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گذار ہوشیار اے محوِ غفلت ہوشیار

تجھ کو غافل فکرِ عقبیٰ کچھ نہیں کھا نہ دھوکہ عیش دُنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن قبر میں ہوگا ٹھکانہ ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اِک دن گذرنی ہے ضرور قبر میں میّت اترنی ہے ضرور

یہ تیری غفلت ہے بے عقلی بڑی مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ ہر گھڑی پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مرسلہ: محمد امین مکان ۳۶۔ دہلی کالونی کراچی ۶

عثمان غنی بی۔ اے
محلۃ المسفلہ نزد حرم شریف
مکہ معظمہ (سعودی عرب)

مکتوبِ حجاز

(آخری قسط)

اے اللہ تیرا کروڑ شکر ہے کہ تو نے اس پاک مقام کی زیارت نصیب فرمائی جس گھر کی شان میں قرآن کی بہت سی آیات اتری ہیں آج میں وہ آیات پڑھتا ہوں اور تیرا گھر سامنے ہے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور مل رہا ہے حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب اکثر طواف میں رہتے ہیں اور لوگوں سے ملتے نہیں اگر کوئی آگے بڑھے تو اُس سے کہہ دیتے ہیں کہ مجھے ملنے کی کوشش نہ کریں مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ تسبیح ہاتھ میں ہوتی ہے اور مطاف کے باہر باہر دھیرے دھیرے چلتے رہتے ہیں، داڑھی سفید ہو چکی ہے اور رنگ کالا ہو گیا ہے لمبا کرتہ سفید رنگ کا اور شلوار پہنتے ہیں کبھی کبھی تہبند بھی باندھتے ہیں سر پر کپڑے کی سفید ٹوپی رکھتے ہیں میں نے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور کا خط پیش کیا تو جیب میں ڈال کر جلدی جلدی چلے گئے میں دیکھتا رہ گیا۔ دوسرے روز پھر ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضرت میں نے خط پیش کیا تھا فرمایا تمہارا نام کیا ہے میں نے کہا عثمان غنی فرمایا اچھا پھر ملیں گے۔ میں اگلی صبح کو اشراق تک رکن یمانی کے پاس بیٹھا رہا جب نفلوں سے فارغ ہوئے تو میں آگے بڑھا فرمایا تم مولوی انور کا خط لے کر آئے تھے! میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا بتاؤ پھر کیا کہتے ہو! میں نے عرض کیا حضرت کہنا کیا ہے جناب کی زیارت کا شوق تھا اور دعاؤں کا طالب ہوں۔ فرمانے لگے "یہاں سب لوگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگنے کے لئے آئے ہوئے ہیں ہم آپ کے لئے دعا کرتے ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے، اچھا پھر ہم طواف میں انشاء اللہ ملتے رہیں گے" یہ کہہ کر اٹھ گئے۔ اس کے بعد ایک روز میں تہجد سے کافی پہلے حرم شریف میں بیٹھا تسبیح پڑھ رہا تھا کہ حضرت مولانا آگئے اور میں اٹھ کر آداب بجا لایا فرمایا یہ لو میرا مصلیٰ اور کتابیں اور میں طواف کرنے جا رہا ہوں میں بڑا خوش ہوا کہ یا اللہ یہ مجھ پر خاص کرم ہے۔ مجھ سے پوچھا کہ تہجد کی اذان ہو گئی ہے؟ میں نے کہا حضرت ابھی نہیں ہوئی اور پھر جب فجر کی اذان ہو گئی تو حضرت وہیں تشریف لائے اور مجھ سے اپنی چیزیں لے گئے۔ روزانہ ہی طواف میں دیکھتا ہوں مگر ادب کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوتی۔ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب بھی مطاف میں اکثر ملتے ہیں۔ مولانا ابوالحسن صاحب ندوی مولانا منظور نعمانی صاحب ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے ہیں ان بزرگ ہستیوں کی بھی زیارت ہو گئی الحمدللہ دنیا کے ہر کونے سے مسلمان یہاں آئے ہوئے ہیں باوجود اتنی وسیع جگہ کے حج کے آخری ایام میں نماز کے لئے سجدہ کرنا بھی مشکل تھا۔ کالے کالے رنگ کے موٹے موٹے حبشی بے شمار آئے ہوئے تھے۔ میں ان کو دیکھتا تو سوچتا کہ یا اللہ ایک طرف مصر اور ترکی کے سفید فام خوبصورت لوگ ہیں اور دوسری طرف تیری یہ مخلوق ہے آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے گورے کالے کا امتیاز مٹا دیا وہ کلمہ ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس نے ایک مسلمان کا رشتہ دوسرے مسلمان سے جوڑ دیا۔ پھر بعض ممالک کے لوگ عربی کا صحیح تلفظ بھی ادا نہیں کر سکتے مثلاً کئی لوگ انعمتَ کو انعمٹ کہتے ہیں اور کئی اللہ اکبر کو اللہ اچبر اور السلام علیکم کو اسلام ئلیچم۔ مجھے ان لوگوں کو دیکھ کر حضرت بلال کی اسہدان لا الٰہ الا اللہ یاد آگئی۔ ہمارے حضرت شیخ التفسیرؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

قال را بگزار بنگر بسوئے حال
برا شہد تو خندہ زند اسہد بلال

شائد ان لوگوں کی اللہ اچبر ہمارے اللہ اکبر سے دربارِ خداوندی میں زیادہ مقبول ہو۔ ایامِ حج میں ہم لوگ مکہ سے منیٰ چلے گئے وہاں عجیب منظر تھا سارے لوگ خیموں میں ڈیرے ڈالے ہیں اور اللہ کی یاد میں مشغول ہیں اگلی صبح کو عرفات کی تیاری ہوئی سامان وہیں چھوڑا اور ٹرکوں بسوں کاروں کی لمبی قطاریں لگ گئیں ہر کونے سے لبیک کی آواز آ رہی تھی۔ اتنی دلکش آواز ہوتی کہ بیان سے باہر ہے تلبیہ پکارتے ہوئے اللہ کے یہ مہمان میدان عرفات میں جا پہنچے۔ سارا میدان مخلوقِ خدا سے بھر گیا یہ حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کی بارش سے مسلمان کے گناہ معاف کر دیئے اور حاجی لوگ ایسے بن گئے کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ رو رو کر دعائیں کرنے والوں کے ہاتھ خالی نہیں لوٹائے جائیں گے۔ آج محلوں میں رہنے والے اور جھونپڑوں میں بسنے والے خانہ بدوش اور فقیر سب میدان عرفات میں بوریہ ڈالے پڑے ہیں اور کسی کو کسی سے واسطہ نہیں کوئی امیر کسی غریب کو ڈانٹ نہیں رہا نہ کوئی غریب کسی امیر کا دستِ نگر ہے آج تو شہنشاہِ حقیقی کے آگے جھولیاں پھیلائے سب امیر غریب کھڑے ہیں۔ مغرب کا وقت ہو گیا اور سورج غروب ہو گیا تو یہ ساری مخلوقِ خدا نمازِ مغرب ادا کئے بغیر یہ سارے دن کی گرمی اور دھوپ برداشت کر کے اپنے گناہوں کی معافی کرا کے جلدی جلدی مزدلفہ کو چل پڑی۔ ایک عجیب دیوانوں اور عاشقوں کا کاروان تھا جو بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کوئی پیدل ہے کوئی اونٹ پر کوئی گاڑی پر کوئی موٹر کوں پر اور لبیک اللہم لبیک۔ لبیک لا شریک لک لبیک۔ ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک کی تانیں بلند ہو رہی ہیں۔ عشاء کے قریب یہ سارے مسلمان مزدلفہ آ پہنچے اور اللہ کی زمین پر کھلے آسمان کے نیچے بغیر کسی خیمے یا مکان کے آکر نمازِ مغرب اور عشاء ملا کر ادا کیں اور رات بھر اللہ کی یاد میں مصروف رہے ان صحراؤں اور بیابانوں میں نہر زبیدہ کے ذریعے حجاج کے لئے پائپ لائن کے ذریعے نہایت اعلیٰ انتظام سے پانی پہنچایا گیا ہے سڑکیں بہت اچھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حکومتِ سعودیہ کو اس کام کی جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ اگلی صبح کو ہم لوگ مزدلفہ سے پھر منیٰ روانہ ہو گئے۔ مزدلفہ سے ہم نے ستر ستر کنکریاں لیں جو موٹے چنوں کے برابر تھیں۔ منیٰ پہنچ کر سیدھے جمرۂ عقبیٰ پر گئے اور شیطان کو

سات کنکریاں ماریں۔ یہاں پر اس قدر رش تھا کہ خدا کی پناہ عورتوں کی چیخیں نکل رہی تھیں اور مرد دھکے پر دھکا کھا اور لگا رہے تھے لوگوں کے احرام کھل رہے تھے کنکر بجائے شیطانوں کے سروں پر پڑنے کے مسلمانوں کے سروں پر پڑ رہے تھے اور شیطان پر لوگ جوتے اور اینٹیں مار رہے تھے جو بسا اوقات مسلمانوں کے سروں پر آلگتے تھے اور کئی لوگوں کے جسم سے خون نکل آتا تھا یہ سب تعلیم کی کمی ہے یہاں بھی ہمیں اپنے علماء یاد آئے جنہوں نے باوجود انگریزی خواں طبقہ کی مخالفت کے دین کی شمع روشن رکھی اور اپنے ملک کے مسلمانوں کو آداب سکھائے۔ اس شیطان کو جمرۂ عقبیٰ یا بڑا شیطان کہا جاتا ہے اس کے بعد ہم لوگ قربانی کرنے کے لئے چلے گئے وہاں بے حساب گائیں اونٹ بھیڑ بکریاں تھیں اور رش اس قدر کہ خدا کی پناہ۔ پھر قربانی کرکے لوگ جانور وہیں ڈال آتے تھے جانور کے اوپر جانوروں کی گئی تہیں جم گئیں تھیں اور پاؤں رکھنے کو جگہ نہ تھی سڑکوں پر بھیڑ بکریوں کی سریاں اور اوجھریاں پڑی تھیں بدبو بے حد آرہی تھی اس کے بعد سر منڈائے اور پھر مکہ شریف جاکر طواف زیارت کیا۔ شام کو پھر واپس منیٰ چلے آئے اور اگلے روز پھر تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماریں اگلے روز پھر تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماریں اسی طرح اس سے اگلے روز یعنی ۱۳ ذوالحجہ کو بھی سات سات کنکریاں مار کر ستر کنکریاں ختم کیں اور واپس مکہ شریف آگئے۔ منیٰ میں قربانی کے بعد سر منڈا کر احرام کھول دیئے اور غسل کے بعد اپنے کپڑے پہن لئے۔ مکہ شریف آکر پھر عبادات اور شکرانے کے نوافل میں مصروف ہوگئے۔ یہاں پر انگریزی اخبار کوئی نہیں نکلتا۔ عربی ہی اخبار ہیں۔ روزنامہ "الندوۃ" نے اپنی ۱۶ اپریل مطابق ۱۴ ذی الحجہ کی اشاعت میں سارے مسلم ممالک اور دنیا کے دوسرے حصوں سے آئے ہوئے حجاج کرام کی تعداد کے اعداد شائع کئے۔ الحمدللہ پاکستان سر فہرست ہے۔ ہمارے ملک سے اس سال ۲۶۰۵۳ حاجی آئے ہیں ان میں ان حاجیوں کی تعداد شامل نہیں ہے جو دوسرے ملکوں میں کام کر رہے تھے اور وہاں سے آئے ہیں نہ ہی ان لوگوں کی تعداد شامل ہے جو خشکی کے راستوں سے یا چور دروازوں سے آئے ہیں۔ ترکی کا شمار پاکستان کے بعد ہے وہاں سے ۲۱۶۰۳ حاجی آئے شام سے ۲۰۹۱۸ مصر سے ۱۸۶۸۳ عراق سے ۱۵۳۱۹ ایران سے ۱۹۰۷۳ ہندوستان سے ۱۸۶۶۶ سوڈان سے ۱۳۰۵۰ اور نائیجیریا سے ۱۲۱۸۱ حاجی آئے۔ اخبار نے گذشتہ دس سال کے اعداد و شمار بھی شائع کئے ہیں جن میں سے پاکستان کے اعداد میں لکھ رہا ہوں، ۱۳۷۰ھ سے لے کر ۱۳۸۴ھ تک علی الترتیب یہ اعداد ہیں:-

۱۳۷۰ھ :- ۳۱۳۳۹ = ۱۳۷۱ھ :- ۱۸۳۱۴ =
۱۳۷۲ھ :- ۱۳۳۱۵ = ۱۳۷۳ھ :- ۱۹۳۵۲ =
۱۳۷۴ھ :- ۲۱۷۷۰ = ۱۳۷۵ھ :- ۲۲۷۷۰ =
۱۳۷۶ھ :- ۲۳۶۶۶ = ۱۳۷۷ھ :- ۱۸۱۹۷ =
۱۳۷۸ھ :- ۹۷۲۹ = ۱۳۷۹ھ :- ۱۹۳۶ =
۱۳۸۰ھ :- ۱۷۲۱۵ = ۱۳۸۱ھ :- ۱۹۴۷۵ =
۱۳۸۲ھ :- ۲۴۱۹۲ = ۱۳۸۳ھ :- ۲۳۰۵۹ =
۱۳۸۴ :- ۲۶۰۵۳

ہندوستانی مسلمانوں سے اکثر نمازوں میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا حال ابتر ہے اسی طرح مقبوضہ کشمیر سے آئے ہوئے مسلمانوں نے بھی اپنی حالت زار کا ذکر کیا۔ یہ لوگ پاکستانی مسلمانوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مل کر بہت ہی خوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات آسان کرے۔ آمین

مقام ابراہیم پر طواف کے بعد نفل پڑھنے کا موقع ملتا رہا۔ وہاں پر کعبہ شریف کی بنیاد رکھنے والا پتھر رکھا ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوتے تھے ایک کمرہ بنا کر اس پر قفل لگادیا گیا ہے جالی دار دروازہ ہے اور پولیس کے سپاہی وہاں کھڑے رہتے ہیں مگر شاباش ہمارے بدعتی دوستوں کے کہ وہاں بھی قبروں والی حرکات کرتے ہیں جالی کے اندر رقعے لکھ لکھ کر اور درخواستیں بمعہ اپنی فوٹو کے ڈالتے ہیں میں نے جب یہ حال دیکھا تو مجھے بے حد حیرت ہوئی اسی طرح غار ثور پر اتنی بلندی پر جب گئے تو وہاں بجائے اس کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا نقشہ اور آیت لا تحزن انّ اللہ معنا اور کفار مکہ کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور حکم خداوندی سے مکڑی کا جالا تن دینے اور کبوتری کے انڈے دینے کے واقعات یا پھر حضرت اسماء بنت ابوبکر کے وہاں پر کھانا پہنچانے کی ہمت کے کارناموں کو یاد کرنے کے ہمارے بھائیوں اور بہنوں نے وہاں پر اُگی ہوئی جھاڑیوں پر چھوٹی چھوٹی دھجیاں باندھی ہوئی ہیں اور عجیب و غریب حرکات کی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے۔ یہاں کے لوگ عربی بولتے ہیں تو سن کر بڑا لطف آتا ہے کیونکہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے اور پھر قرآن کی زبان ہے جو اللہ کو محبوب ہے۔ ایک بزرگ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پنجاب سے آئے اور مکہ کا ایک کتا تھا اس کو اپنی زبان میں بلانے کے لئے کہا "کور کور" مگر وہ کتا نہ آیا۔ جب اُن بزرگ نے اس کتے کو کہا تعال تو وہ آگیا۔ اس پر ان بزرگ نے فرمایا کہ ہمارے پنجابیوں سے تو یہ کتا اچھا جو عربی زبان جانتا ہے۔ اس بنا پر عربی لوگوں کی ساری کمزوریاں نظر انداز کر دینی چاہئیں کیونکہ یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بزرگ نے مدینہ منورہ میں تربوز کھا کر چھلکے پھینکے تو وہاں کے ایک بچے نے وہ چھلکے اٹھائے اور کھانے لگا ان بزرگ نے بچے کو پیار سے پاس بلایا اور خیال کیا کہ یہ بے حد غریب خاندان کا بچہ ہے اس سے کہا تم ہمارے ساتھ ہمارے وطن چلے چلو ہم تمہیں بہت چیزیں اور کھانے دیں گے کپڑے دیں گے وہ بچہ کہنے لگا میں مانتا ہوں کہ آپ کے ملک میں ہر نعمت ہوگی مگر یہ تو بتاؤ کہ حضورؐ کے روضہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے پوچھنے لگا یہ نعمت بھی تمہارے وہاں ہے؟ بزرگ نے کہا نہیں صاحبزادے اس سے تو ہم محروم ہیں بچہ کہنے لگا پھر تو خدا کی قسم میں ہرگز یہ جگہ نہیں چھوڑ سکتا۔ ہمارے لئے مکہ اور مدینہ کی خاک بھی قابل احترام ہے اگرچہ یہاں کے لوگوں میں خامیاں ہیں تاہم ان لوگوں کی کمزوریاں ہم اپنی کمزوریوں سے زیادہ نہ سمجھیں تو اسی میں بہتری ہے۔

میں ہر مقام پر آپ حضرات کیلئے دعائیں کرتا ہوں ابھی کافی روز مکہ معظمہ میں قیام ہے انشاء اللہ مدینہ منورہ پہنچ کر پھر خط لکھوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ خط قارئین خدام الدین کے مطالعہ کے لئے شائع فرما دیں تاکہ وہ بھی ملاحظہ فرما لیں۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں آداب۔ مجلس ذکر کے احباب کی خدمت میں سلام۔

از نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی

آستانۂ فقیر

مجھ کو ایک عرصہ سے مراد آباد کی حاضری کی آرزو تھی اور باعثِ آرزو و اشتیاق قدمبوسی حضرت شبلی عہد، جنید دہر مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم تھا چند بار قصد کیا، لیکن محروم رہا، بارے اب کے آرزو پوری ہوئی، اور شرفِ پابوسی موجبِ سربلندی ہوا، جمعہ ۲۰ر رجب ۱۳۰۵ھ کو بقصد مراد آباد یہاں سے روانہ ہوکر کانپور پہنچا، استاذی مولانا عبدالغنی خاں صاحب مرید حضرت شیخ کی معیت تھی، وہاں ایک وجہ خاص سے ایک روز توقف کرنا پڑا، دوسرے دن کانپور سے قصبہ بلہور میں آیا، یہاں سے پالکی میں سوار ہوکر مراد آباد کو چلا، راستہ میں تھوڑی دیر میں ایک ندی ریسن نامی پڑی، پھر کچھ دور جاکر گنگا ملی، صبح کا وقت، ابر گھرا ہُوا گنگا پر عجب لطف دیتا تھا دس بجے مراد آباد پہنچا، دریافت ہوا کہ اس وقت حضرتؒ درسِ حدیث میں مشغول ہیں اس لئے بازار کے کنارے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد مسجد کے اندر کے مقبرے میں جا بیٹھا، یہ مقبرہ خدا جانے کس زمانہ کا ہے، بیچ میں ایک قبر بنی ہوئی ہے، دھوئیں کے سبب سیاہ ہو رہا ہے، ایک طرف سیتل پاٹی کا فرش پڑا تھا اس پر اور چند آدمی جو حصولِ زیارت کے واسطے آئے تھے، بیٹھے ہوئے تھے، میں بھی جا بیٹھا، مولانا اگرچہ فاصلہ پر تشریف رکھتے تھے، مگر یہاں اور مسجد کے باہر وہ رعب طاری تھا، کہ کوئی فردِ بشر باوازِ بلند بات کرنے کی تاب نہیں رکھتا تھا، اور بے تکلف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی زبردست حاکم کے باہر آنے کے منتظر ہیں، ایک گھنٹہ کے بعد شرفِ حضوری حاصل ہوا، حضرت چار پائی پر تشریف رکھتے تھے، میں زمین پر بیٹھ گیا، کچھ تھوڑے سے دریافت حال کے بعد اشعارِ نعتیہ بکمالِ شوق و ولولہ پڑھنے لگے، چند منٹ کے بعد حجرے میں تشریف لے گئے، مجھ کو بھی اندر آنے کے لئے ارشاد فرمایا بزرگوں کے حالات بیان فرمائے، مثنوی شریف کے شعر پڑھے، الحق کہ مثنوی کے شعر عجب درد سے پڑھتے تھے، منجملہ اور اشعار کے یہ شعر بھی تھا

صحبتِ مرداں اگر یک ساعت است
بہتر از صد خلوت و صد طاعت است

کچھ عرصہ کے بعد استراحت کے واسطے رخصت فرمایا حضرتؒ کا قامت بلند، بدن دُہرا، رنگ گورا، داڑھی چھوٹی نہایت سفید، آواز بھاری، اور باطنی کیفیت میں ڈوبی ہوئی، حضرتؒ کا لباس ڈھیلا انگرکھا ڈھیلا پاجامہ، دو پلی ٹوپی تمام سر کو ڈھکے ہوئے کیمخت کا جوتہ جس کی ایڑی بیٹھی ہُوئی، حضرتؒ کا حجرہ پُرانا اور تنگ، ایک طرف چار پائی، اس پر فرد اور دری پڑی ہوئی (فرد اور دری دونوں نئے شاید پندرہ روز کے ہوں گے) ایک طرف چوکی اُس پر (مٹی کے) برتن اور قلمدان، باقی جگہ میں شکستہ و کہنہ بوریا بس۔

بعد ظہر مسجد میں تشریف لاکر حدیث شریف کا درس فرمایا، جس میں حاضر ہونے کی مجھ کو بھی عزت حاصل ہوئی، ایک گھنٹہ کے بعد حجرے میں رخصت کے واسطے طلب فرمایا اور دعائے خیر کے بعد اجازت فرمائی، یہ مسجد (جس میں حضرتؒ کا قیام ہے) نہایت پُرانی اور مرمت طلب ہو رہی ہے، مسجد کے دروازے میں داخل ہوتے پر جانبِ راست ایک مقبرہ ہے جس کا اُوپر ذکر ہوا اُس کے سامنے مغربی جانب چند قبریں، ایک کنواں اور کچھ دُور حجرۂ مبارک ہے۔ گرد کے مکان بھی کہنہ و ویران ہیں، غرض کوئی چیز اہلِ دنیا کی دلچسپی کی نہیں ہے، مگر صدہا امیر و غریب تونگر و مفلس آتے ہیں اور جاتے ہیں ایک کشش ہے کہ سب کو کھینچتی ہے، کسی فن کا آدمی ہو جب تک خود ہم کو اس میں مداخلت نہ ہو، ہم نہیں جانتے وہ کیسا ہے۔ کامل یا ناقص، اُستاد یا اناڑی، اگر ہم اصولِ اقلیدس سے واقف نہیں تو اگر ایک شخص کسی مشکل مشق کو حل کرے تو ہم یہی کہیں گے کہ کچھ لکیریں کاڑتا ہے اس کا کیا نفع ہے، یا اس کا حل کس ذہن و دماغ کا کام ہے، یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، ایسا ہی کچھ تصوّف کا حال ہے، جب تک ہم صاحبِ حال نہ ہوں، یہ معما حل نہیں ہو سکتا، اور یہ مطلب صاف ہونا ممکن نہیں ہے۔

حضرتؒ کی خدمت میں پہنچ کر دو زبردست خیال میرے دل میں طاری ہوئے، جن کے سبب یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں نے حضرتؒ کا مرتبہ پہچان لیا، لیکن یہ جانا کہ ہم میں اور اُن میں سوائے ظاہری مشابہت کے اور کوئی مشابہت نہیں، ہمارے خیالات سے اُن کے خیالات الگ، اور ہمارے ارادوں سے اُن کے ارادے جُدا، ہمارے مشاغل سے ان کے مشاغل علیحدہ، اُن کی امیدیں اور خوشیاں، اور خوف اور مقصود، اور آگ لکڑی کو جلاتی ہے، ہم بھی دیکھتے ہیں اور اُن کے بھی پیشِ نظر ہے، لیکن ہم کیا سمجھتے ہیں، اور اُن کے ذہن میں کیا آتا ہے۔

اوّل خیال تو یہ تھا کہ مراد آباد دنیا میں ہے، اور گاؤں نہیں، قصبہ ہے، لیکن حضرتؒ کی مسجد میں ایک دوسرا عالم نظر آتا تھا دنیاوی معاملات کا کوسوں پتہ نہ تھا، خود حضرت کی گفتار و کردار اور وہاں کے اہلِ قیام کے احوال سے (عام اس سے کہ وہ چند گھنٹے کے آئے ہوئے ہیں، یا دو چار برس سے رہتے ہیں) یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو تعلقاتِ دنیا سے کنارہ کر آئے ہیں، حیدر آباد کے امیرِ کبیر نواب خورشید جاہ بہادر جو ۵۲ لاکھ کے معافی دار ہیں، میرے پہنچنے سے صرف ایک روز پہلے وہاں آئے تھے، مگر اُن کا ذکر بھی نہ تھا۔ اور نہ کوئی وقعت اُن کی کسی کے ذہن میں معلوم ہوتی تھی، حالانکہ کانپور اور بلہور اُن کے تذکروں کی صدا سے گونج رہے تھے۔ اور ہر ایک سوسائٹی (خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ) اُن کے تذکروں کو اپنے جلسوں کا دلچسپ مبحث بنائے ہوئے تھی، پھر یہ کس کا اثر تھا؟ آیا مراد آباد کے پانی کا؟ ہرگز نہیں، وہاں کی خاک کا؟ ہرگز نہیں، وہاں کے در و دیوار کا؟ ہرگز نہیں، حضرتؒ کے ہاتھ پاؤں کا؟ ہرگز نہیں، حضرتؒ کے بالوں کا؟ ہرگز نہیں البتہ اُس کیفیت کا اثر تھا جو حضرتؒ کے قلب میں تھی۔ وہ کیفیت کیا تھی؟ اس سے کون واقف ہے، اور کوئی کیا جانے، مریض کا بدن بخار سے جلتا ہے مگر سوائے اثر کے مؤثر کو نہیں جانتا، سبب کو مشخص کرنا طبیب کا کام ہے، ہم بدن پر ہاتھ رکھ کر گرمی محسوس کر سکتے ہیں، مریض کو اپنا جسم گرم اور مُنہ کا مزا تلخ معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ جاننا کہ یہ غلبۂ صفرا کا نتیجہ ہے، طبیب کا کام ہے۔

دوسرا خیال یہ تھا کہ خود میرا ذہن مجھ کو ذلیل سمجھتا تھا، اور ہر چند حیرت سے غور کرتا تھا، لیکن کوئی وقعت میرے ذہن میں نہیں آتی تھی، دنیاوی جلسوں میں لفٹنٹ کے دربار دیکھے، رؤسا کے مجمع دیکھے، اہلِ علم کی مجلسیں دیکھیں، مگر کہیں اپنے نفس کو اتنا بے حقیقت نہیں پایا، اپنے اعمالِ ذمیمہ ماضیہ پر خود نفس ملامت کرتا تھا، اور اپنی بے مائگی پر خود نفریں کن تھا، ہر شخص سے خواہ وہ کوئی ہو اپنے تئیں کم وقعت تصور کرتا تھا، غرض ایک عجیب خیال تھا کہ پورا بیان

میں آنا مشکل ہے، وہاں سے آنے پر یہ خیال ایسے رہے جیسے کہ کسی دلچسپ خواب کا صبح کو خیال اور لطف ہوتا ہے، رفتہ رفتہ یہ کیفیت زائل ہو گئی، اور چند لمحہ کے بعد پھر نفس امارہ انا ولاغیری اور ہمچو ما دیگرے نیست کے پھندے میں جا پھنسا، یہ خیال میرے نزدیک محض نئے اور نرالے تھے، جو مدت العمر میں کسی جگہ اور کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ اس سے قیاس چاہتا ہے کہ وہ جگہ بھی کچھ اور جگہوں سے نرالی تھی، اللہ بس باقی ہوس۔

بقیہ :- خدمت والدین

ساتھ دنیا۔ اور والدین اگر شرک پر مجبور کریں تو نافرمانی جائز ہے۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔ (عنکبوت آیت ۸)

اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے۔ جس کی حقیقت کی تجھے واقفیت نہیں تو ان کا کہنا نہ مانو۔ یعنی دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ مان۔ ہاں دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ نیکی اور اچھا سلوک رکھ۔ حدیث پاک میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا ذکر آتا ہے۔ کہ ان کی والدہ مشرکہ تھی حضرت سعدؓ کے اسلام کی خبر سن کر عہد کر لیا کہ میں کھانا پینا بالکل نہ کھاؤں گی اور نہ ہی سایہ کے نیچے بیٹھوں گی۔ تاوقتیکہ سعدؓ (معاذ اللہ) اسلام کو نہ چھوڑ دے۔ چنانچہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور اس کی یہ حالت ہو گئی کہ مرنے لگی۔ لوگ زبردستی منہ چیر کر کھانا اور پانی دیتے۔ مگر حضرت سعدؓ نے ان کی بات نہ مانی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں صاف تبلایا کہ والدین کا اس طرح کسی خلافِ حق پر مجبور کرنا یہ بھی ایک آزمائش ہے۔ مسلمان کو ایسے مقام پر ڈگمگانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ سختی سے دین پر مضبوط رہنا چاہیئے۔ اکثر بزرگ فرمایا کرتے ہیں کہ والدین کی خدمت سے رزق ملتا ہے اور اساتذہ کی خدمت سے علم نصیب ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ والدین کی خدمت کریں اور ان کو خوش رکھ کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے

آمین

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی علالت

فخر اسلام والمحدثین استاذ العلماء حضرت مولنا سید فخر الدین مدظلہٗ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمیعۃ العلماء ہند شدید علالت کی بنا پر دیوبند سے مراد آباد اپنے دولتکدہ پر تشریف لے آئے ہیں۔ اور اب تک وہیں قیام پذیر ہیں۔ قارئین حضرات سے پرزور درخواست ہے کہ وہ بارگاہِ شافی مطلق میں حضرت مولانا دامت برکاتہم کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

قاری محمد شریف قصوری جنرل سیکرٹری مرکزی جمیعت اتحاد القراء پاکستان شیرانوالہ لاہور

معیاری و مثالی درسگاہ
مدرسہ تجوید القرآن قصور

جو بحمد اللہ زیر سرپرستی جانشین امام اولیا حضرت لاہوریؒ مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ امیر انجمن خدام الدین لاہور ایک عرصہ سے زبردست دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے اب تک مدرسہ کے مختلف درجات مثلاً شعبہ تجوید و قرأت۔ شعبہ حفظ و ناظرہ۔ شعبہ ترجمۃ القرآن و تعلیم بالغاں میں طلبہ کی بہت بڑی تعداد داخلہ لے چکی ہے۔ اور مشہور استاد جناب قاری حبیب اللہ صاحب فاضل قرآن سبع عشرہ مہتمم و صدر مدرس اور جناب قاری محمد اکبر صاحب کشمیری معاون مدرس کی حیثیت سے شب و روز پوری توجہ اور تندہی سے قرآنی تعلیم کی نشر و اشاعت کے لئے معروف کار ہیں شعبہ تجوید و قرأت اور حفظ میں بیرونی طلباء کا داخلہ شروع ہے قیام و طعام و دیگر ضروریات کا کفیل مدرسہ ہوگا۔ داخلہ کے خواہشمند طلبہ جلد لکھیں۔

قاری محمد شریف قصوری ناظم نشر و اشاعت مدرسہ تجوید القرآن کوٹ مراد خاں قصور شہر

زبانِ خلق کو
نقارۂ خدا سمجھو

مرسلہ :- محمد امین مکان ۲۶ دہلی کالونی کراچی ۶

(۱) ایک مرتبہ امام حسن علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔
اے لوگو جو کوئی ایسے شخص کو دیکھے کہ جو ظلم کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ حدیں توڑتا ہے عہد الٰہی کی شکست کرتا ہے اور دیکھنے والا دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے فعل سے اس کی مخالفت کرتا ہے اور نہ اپنے قول سے سو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو اچھا ٹھکانہ نہیں بخشے گا۔

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرمؐ نے کہ اگر کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور وہ قوم باوجود قدرت کے اس کو نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے ہی حق تعالیٰ اپنا عذاب نازل کر دیتے ہیں یعنی دنیا میں ان کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

(۳) سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب لوگ ناپسندیدہ اور بُرے کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور پھر اس کی روک تھام کی کوشش نہ کریں تو بہت ممکن ہے کہ وہ کسی سخت عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں۔

(۴) برادران اسلام۔ دورِ حاضرہ کی نزاکت اور وقت کی بُرائیوں کو دیکھتے ہوئے لوگوں کی اصلاح از حد اور بہت ضروری ہے۔ تبلیغ دین اسلام کا اہم فریضہ ہے اور ہر مسلمان کے ذمّہ یہ ضروری ہے کہ وہ اسلام کے اس فریضہ سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔ آج دوسری قومیں تبلیغ کے لئے اپنا وقت اور اپنی دولت بے دھڑک خرچ کر رہی ہیں لیکن ہم مسلمان اس کام سے بالکل غافل ہیں اور ہمیں اپنی ذمّہ داریوں کا کچھ احساس نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے جو ہم کو قوی بخشے ہیں اور ہم کو جو مال دولت اور علم عطا کیا ہے اگر اُن سے ہم نے کام نہ لیا تو قیامت کے دن سوال ہو گا کہ تم کو جو چیزیں دی گئی تھیں تم نے کیوں اُن سے صحیح کام نہ لیا تو اس وقت ہمارے پاس کیا جواب ہو گا۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم ہر چیز کو صحیح مصرف میں لائیں۔

(۵) ایک جلیل القدر صحابیؓ رسول اکرمؐ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کو بُرائیوں سے رُوکتے رہو اور نیکی کی طرف بُلاتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے ظالم بادشاہ مُسلّط کر دے گا جو تمہارے بڑوں کی عزّت نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے اُس وقت تمہارے برگزیدہ لوگ دُعائیں مانگیں گے تو دُعائیں قبول نہ ہوں گی۔ تم مغفرت مانگو گے تو مغفرت نہ ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی کا جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں

درس حدیث

مرتبہ: احقر قادری ہزاروی

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو للہ ندا و ھو خلقک (الخ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بڑے پیارے صحابی ہیں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث کی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے اللہ کے نبی۔ اے اللہ کے رسول سارے جرموں سے کون سا بڑا جرم ہے۔ گناہ تو سارے ہی گناہ ہیں۔ ایسا گناہ بتائیں جو سب سے بڑا ہو۔ فرمایا سب سے بڑا جرم جس کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتے۔ یہ کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے۔ حالانکہ اللہ ہی نے تجھے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں فرمایا بلکہ اور بھی سب کچھ اللہ ہی دینے والا ہے۔ لیکن اللہ نے تخلیق پہلے بیان فرمائی۔ کیونکہ تخلیق مبدا ہے۔ فرمایا اتنی بے قدری اور اتنی ناشکری۔ کہ جس نے تجھے پیدا فرمایا اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرے۔ جس کو پیدا ہی نہیں فرمایا وہ کس نعمت سے فائدہ اٹھائے گا۔ ہم تو جب ہی فائدہ اٹھا رہے ہیں جبکہ ہم پیدا ہوئے۔ جس اللہ نے تجھے بنایا۔ اے انسان تو اس اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک بناتا ہے۔

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا (الخ)

تم اس اللہ کے ساتھ کیونکر کفر کر سکتے ہو۔ یعنی تمہیں کفر نہیں کرنا چاہیئے۔ جس نے تمہیں نیست سے ہست کیا۔ نابود سے بود کیا۔ زمین و آسمان تمہارے لئے بنائے۔ ایسے اللہ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہو۔ یہ تو سب سے بڑا جرم ہے۔ ایسا جرم عظیم ہے کہ اس کو اللہ نہیں بخشتے۔

اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔

اللہ تعالیٰ اگر چاہیں تو باقی سارے گناہ معاف کر سکتے ہیں اور بلا توبہ معاف کر سکتے ہیں لیکن شرک ایسا گناہ ہے کہ اللہ اسے نہیں معاف فرماتے۔ ہاں سچے دل سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کے وحدہٗ لاشریک مانے تو اللہ شرک بھی معاف فرما دیتے ہیں۔ دوسرا بڑا گناہ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کر دے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ بڑا ہو کر روٹی کھائے گا۔ یہ بھی شرک ہے۔ عرب اسلام سے پہلے تین طریقوں پر اولاد کو قتل کرتے (۱) قربانی کے طور پر، بتوں کے نام پر ذبح کر دیتے۔ جیسے قرآن نے فرمایا:

وَکَذٰلِکَ زَیَّنَ لِکَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِھِمْ شُرَکَآؤُھُمْ (الخ)

شیطان نے ان کے کانوں میں پھونک دیا کہ اپنی پیاری چیز بتوں کے سامنے ذبح کرو۔ دوسری وجہ، لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے اس ڈر سے کہ لڑکی بڑی ہوئی تو کسی کو دینی پڑے گی۔ میرا کوئی داماد بنے یہ میری بڑی بے عزتی ہے۔ اس لئے بیٹی کی دنیا میں کون سی ضرورت ہے بیٹے تو ساتھ ہو کر لڑتے ہیں۔ بہادر ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن اس جرم عظیم کے متعلق بھی باز پرس ہو گی۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ ○ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ

اللہ معاف فرمائے آج ہمارے بھائی بھی کچھ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ اگرچہ گلہ نہیں مروڑتے۔ جوان بچیاں گھر میں بٹھائی ہوتی ہیں اور عذر یہ ہے کہ جی میرے ساتوے کا کوئی نہیں۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتوے کا تو پیدا ہو گیا۔ مگر تیرے ساتوے کا کوئی نہیں۔ آپؐ نے اپنی دو بچیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیں جب وہ فوت ہو گئیں فرمایا اگر میری تیسری بچی ہوتی تو وہ بھی عثمان کے نکاح میں دیتا اس لئے حضرت عثمان کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ دو نوروں دو روشنیوں والا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ میری بچی فاطمہؓ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ اتنی شان والی بچی کس کو دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی۔ یاد رکھو بہت بڑا جرم ہے کہ بچیوں کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں اس سے ہو سکتا ہے قیامت کے دن پر دعویٰ کر بیٹھیں اللہ کے دربار میں کہ یا اللہ میرے اس ظالم باپ نے میرے صبر سے غلط فائدہ اٹھایا۔ ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے حضرت علیؓ کو تین نصیحتیں فرمائیں۔ اے علیؓ تین کاموں میں ڈھیل نہ لگانا۔ نماز کا وقت آ جائے فوراً نماز ادا کرو۔ ہو سکتا ہے بعد میں کوئی اور کام پیش آ جائے اور نماز نہ پڑھ سکے۔ یا موت واقعہ ہو جائے۔ اور نماز تیرے ذمہ باقی رہے اور جب کوئی مر جائے اسے فوراً دفن کرو۔ کیا خبر۔ میت مقبول ہے یا مردود، اس کی شکل نہ مسخ ہو جائے یا پھٹ نہ جائے۔ بدبو نہ چھوڑ جائے۔ اور تیسرا بے نکاح مرد، بے نکاح عورت کے لئے جب کوئی مناسب رشتہ مل جائے فوراً نکاح کر کے دے دو۔ خواہ مخواہ پھبکنی بھی نہیں۔ کوئی دیندار آدمی جو اپنی روٹی کما سکتا ہو۔ حق مہر اس کے پاس ہو۔ اخلاق اور انسانیت اس میں پائی جاتی ہو۔ نکاح کر کے دے دو۔ امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری بڑی مخدوم زادی، سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ کے ایک مولوی عبدالمنان صاحب محدث گزرے ہیں ان کے پوتے مولوی عبدالمجید صاحب جو شاید آپ کے شاگرد بھی ہیں کو دی۔ ایک دفعہ وہ حاضر ہوئے۔ عرض کی حضرت میری ایک درخواست ہے۔ فرمایا بتاؤ۔ عرض کی کوئی رشتہ تلاش فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی لڑکی جو تھوڑا، بہت دین جانتی ہو اور کچھ اردو بھی پڑھ سکتی ہو۔ اتنی عمر کی ہو تجھے پسند ہو گی (مولوی عبدالمجید کو فرمایا) عرض کی حضرت جی ہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا نام لے کر فرمایا۔ کہ احمد علی اپنی لڑکی دینا چاہتا ہے اگر تجھے پسند ہو۔ عرض کی چند دن بعد جواب دوں گا۔ چند دن بعد مولوی صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ نکاح ہو گیا۔ یہ ہے اسلام کا طریقہ۔ ہم تو یوں ہی آسمان کو سیڑھیاں لگاتے رہتے ہیں۔ اپنی بچیوں کی زندگیاں خوار کر کے اپنے کو جہنم کا ایندھن بناتے ہیں اسی طرح عرب لوگ بھی اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔

چونکہ کھیتی باڑی تو تھی نہیں۔ بھوک کے ڈر سے لوگ اولاد کو قتل کر دیتے۔ یہ اب ۳۲، ۳۳ سال ہوئے ہیں عرب میں پٹرول نکلا ہے۔ آج سے ۲۵، ۲۶ سال پہلے مشہور تھا "مکہ کے راہ میں بدو" حاجیوں کے کپڑے بھی اتار لیتے۔ بھوکے جو ہوتے۔ اس لئے فرمایا یہ بھی شرک ہے کہ اولاد کو رزق کی تنگی کی بنا پر قتل کر دو۔ فرمایا رب کون ہے؟ پالنے والا تو ہے یا اللہ تعالیٰ ہے۔ تجھے کھانے کو کون دے رہا ہے۔ اس سے تو عقیدہ ربوبیت پر اثر پڑتا ہے۔ دیکھئے ہم نماز پڑھتے ہیں تو سب سے پہلے الحمد شریف میں کیا کہتے ہیں:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمام تعریفیں حق ہیں اس اللہ کی جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ صرف میرا نہیں۔ میرے بیٹے کا۔ میری بیٹی۔ میری بیوی کا۔ میرے والدین کا۔ میرے خویش و اقارب کا۔ غرض سارے جہان والوں کا وہ ہی پالنے والا ہے۔ سارے جہاں کا روزی رساں ہے۔

وَمَنْ دَابَّةٍ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا۔

ہر رکوع میں رب کا اقرار۔ پھر سجدہ میں اللہ کی ربوبیت کا اقرار۔ جب بندا خدا کو رب مان لے تو مسئلہ سارا حل ہو جاتا ہے۔ جو میرا رب ہے وہی میری اولاد کا بھی رب ہے۔ دوستو! جب میں اور آپ پیدا ہوئے تھے۔ تو راشن کی بوریاں، یا راشن کارڈ ساتھ تو نہ لائے تھے۔ جو اللہ ہماری کفالت فرما رہا ہے وہی ہماری اولاد کا بھی روزی رساں ہے۔ محنت مزدوری کرنی فرض ہے۔ لیکن رازق اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ اس شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس کے بعد بڑا گناہ کون سا ہے فرمایا تیسرا بڑا گناہ یا تیسرا بڑا جرم یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرے۔ نفس زنا ہی گناہ کبیرہ ہے:-

لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً

پھر پڑوسی کی بیوی کے ساتھ۔ امانت میں خیانت۔ مسلمان تو امین ہے، اسلام کے معنی سلامتی کے ہیں۔ جو آیا اس نے امن پایا۔ مسلمان کبھی خائن نہیں ہو سکتا۔ ایک کام کے لئے کتنے اعمال کا ارتکاب کرنا پڑا۔ زنا پھر پڑوسی کی بیوی سے۔ امانت میں خیانت۔ اسلام کے منافی کام۔ یہ باتیں پہلے آپؐ فرما چکے تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق نازل فرما دی۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ (الخ) (سورہ فرقان)

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود نہیں مانتے۔ اور کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ اور نہ اس فعل بد کے مرتکب ہیں

اس حدیث مقدس کی روشنی میں معلوم ہوا کہ سب سے بڑا گناہ شرک ہے اور اولاد کا قتل کرنا پڑوسی کی بیوی سے فعل بد، اللہ تعالیٰ مجھے بھی بچائے اور آپ کو بھی بچائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

خون سے محفلِ اسلام سجانے والے

از :- جناب عبدالرشید خاں صاحب قمر افغانی

مرسلہ:- مولانا قاری محمد شریف قصوری

اے حسینؓ بن علیؓ دہر پہ چھانے والے — عظمت فاطمہ زہراؓ کے بڑھانے والے
سایۂ تیغ میں سر اپنا اٹھانے والے — خنجر و تیغ کا پھل شوق سے کھانے والے
آفریں تجھ پہ پیغمبر کے گھرانے والے

حق پرستی کا ہر انداز دکھانے والے — رسم باطل کو زمانے سے مٹانے والے
بجلیاں لطفِ تبسم سے گرانے والے — موت کو اپنے تبسم سے ہنسانے والے
شمع کردار کو کوفے میں جلانے والے

قوم کے واسطے خون اپنا بہانے والے — اپنی گردن کو راہِ حق میں کٹانے والے
یہ دعا کرتے ہیں اب تک بھی زمانے والے — چین پائیں نہ کبھی تیرے ستانے والے
حشر تک روتے رہیں تجھ کو رلانے والے

آگ باطل کی امیدوں میں لگا دی تو نے — تھی عمارت جو ستم گاری کی ڈھا دی تو نے
خاک میں ہر ظلم کی شان ملا دی تو نے — شان تسلیم و رضا خوب دکھا دی تو نے
آ گئے حُرؓ کی طرح راہ پہ آنے والے

کتنے خط لکھے گئے تیرے بلانے کے لئے — تشنہ لب رکھا گیا خون بہانے کے لئے
ایک دل تیرا تھا سو رنج اٹھانے کے لئے — تیری تمثیل ہی کافی ہے زمانے کے لئے
مشعلِ راہِ ہدایت کے دکھانے والے

تن تنہا لڑا میدان میں صدمات سہے — تا دمِ قتل نہ دل سوختہ الفاظ کہے
نہ کبھی آنکھ سے گھبرا کے تیرے اشک بہے — نام روشن تیرا اب تک ہے مگر وہ نہ رہے
نیست و نابود ہوئے تیرے مٹانے والے

تیرا ایثار جو شرمندۂ ماتم نہ ہوا — ساز قربانی کا آواز میں مدھم نہ ہوا
لاشے بیٹوں کے تڑپتے رہے اور غم نہ ہوا — دیدۂ دل رہا غمناک مگر نم نہ ہوا
مرحبا صبر کے انداز دکھانے والے

گامزن تھا رہِ حمزہؓ پہ حقیقت یہ تھی — دشمنی پر تھے تلے دوست قیامت یہ تھی
وقتِ آخر بھی تیری شان جلالت یہ تھی — کانپ اٹھتے تھے جری دیکھ کے صورت یہ تھی
بادشاہت کے تکبر کو مٹانے والے

اللہ اللہ دمِ قتل عبادت تیری — فخر کرتی ہے شہادت پہ شہادت تیری
زخم تھے تن پہ پیاسی یہ تھی ہمت تیری — نہ ہوئی موت سے پسپا کبھی جرأت تیری
مٹ گئے برقِ ستم تجھ پہ گرانے والے

اپنے دشمن کو نہ رکھا کسی قابل تو نے — ٹکڑے ٹکڑے کیا حق سے سرِ باطل تو نے
رنگ خون دے کے رنگی دین کی محفل تو نے — جوہرِ صبر سے کی بات یہ حاصل تو نے
مل گئے خاک میں سب ظلم کے ڈھانے والے

تیری قربانی پہ قربان ہے کوفے کی زمین — ناروا لاکھ سہے ظلم جھکائی نہ جبیں
رہبر اسلام کا کہتے ہیں تجھے اہل یقین — کیوں نہ آغوش میں لیتی تجھے فردوس بریں
فرش کو رشکِ فردوس بنانے والے

آلِ محبوبِ خدا ذاتِ گرامی تیری — بالیقین روح ہے فردوس مقامی تیری
کرتے ہیں جن و ملک آ کے غلامی تیری — کیوں نہ اشعارِ قمر میں ہو سلامی تیری
خون سے محفلِ اسلام سجانے والے

مردِ حق آگاہ مولانا غلام محمد شاہؒ

از:- عبد اللطیف ٹرین ایگزامینر روہڑی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مولانا مرحوم ۱۸۸۲ء مطابق ۱۳۰۱ھ گاؤں دبیر عرف "دبر" تعلقہ روہڑی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حامد شاہ صاحب مرحوم ایک درویش صفت سالک و عارف کامل تھے۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے چشم و چراغ تھے۔ حضرت نے ابتدائی دینی تعلیم گاؤں کے مولوی سلیمان سے حاصل کی۔ اس کے بعد عربی و فارسی علوم کے حصول کے لئے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قوم رنڈھڑ پنھواری تعلقہ پنو عاقل کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا عبدالقادر مرحوم اپنے وقت کے جید عالم اور حضرت امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ حضرت غلام محمد شاہ صاحب مرحوم کے والدِ ماجد بھی حضرت مولانا عبدالقادر مرحوم کے شاگردِ رشید تھے۔ ہزاروں طالب علم دور دراز سے سفر کر کے حصول تعلیم کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اور علم و فضل کے سرچشمہ سے فیض یاب ہو کر جاتے ؎

ہر کجا بود چشمہ شیریں
مردم و مور و ملخ گرد آیند

آپ تھوڑے ہی عرصہ میں علم حدیث، فقہ، منطق، تفسیر قرآن پاک، شرح ملّا جامیؒ تک تعلیم حاصل کر کے اپنے گاؤں کی جامعہ مسجد کے پیش امام مقرر ہوئے۔ اور وہیں درسِ قرآن کا سلسلہ بھی شروع کیا۔

آپ کی طبع مبارک کسرِ نفسی اور عجز و انکسار کا بہترین نمونہ تھی۔ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ایک ناچیز اور ہیچمدان تصور کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات ان کی زبان سے حضرت سعدیؒ کے یہ اشعار سننے میں آیا کرتے تھے ؎

مرا پیر دانائے روشن شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آں کہ بر خویشتن بیں مباش
دگر آں کسے را کہ بد بیں مباش

فارسی علوم پر ان کو اس قدر عبور حاصل تھا کہ گلستان کا دیباچہ اور سکندر نامہ تک بغیر مطالعہ شرح کے پڑھایا کرتے تھے۔ آپ عرش بارگاہ شاہ جلال علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین تھے۔ آپ کے خاندان میں علماء دین اور عارف پیدا ہوتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا کا ابتدائی طریقہ سہروردیہ تھا۔ اور ملتان کے جناب غوث بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ سے روحانی نسبت تھی۔ لیکن بعد میں قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتوں میں اور حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی راہنمائی میں سلسلۂ قادریہ سے متعلق ہو گئے۔ اور اخیر عمر تک یہی طریقہ اختیار کئے رہے۔ آپ کا حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلق رہا ہے۔ حضرت لاہوریؒ جب بھی ٹھریچانی تشریف لاتے تھے تو "دبر" ضرور جاتے۔

حضرت مولاناؒ کے ہم جلیس، ہم عصر اور ہم جماعت احباب میں سے حضرت مولانا خلیفہ عبدالعزیز صاحب ٹھریچانی شریف۔ خلیفہ محمد صالح باکھی شریف۔ حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجی شریف۔ قابل احترام بزرگ اور ممتاز ہستیاں ہیں۔ آپ بڑے خوش مزاج، ہر دلعزیز اور مہمان نواز تھے۔ خصوصاً آپ کی طبع مبارک میں سخاوت اور شجاعت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں گاؤں کی ایک قدیم مسجد کی اپنے ذاتی خرچ سے ازسرِ نو تعمیر کرائی۔ جس کا قطعہ تاریخ یہ ہے ؎

چوں آں مولوی غلام محمدؒ
بنا کرد مسجد بقصد مجید
زہاتف چو پرسید مش سال تعمیر
بگفتا منقش بنا گشت معبد
۱۳۷۹ ہجری

آخیر عمر میں کچھ ضعفِ بصارت اور عام جسمانی کمزوری کی وجہ سے نیز رفیقۂ حیات کی وفات حسرت آیات کے بعد اتنے لاغر اور نحیف ہو گئے کہ باوجود علاج و معالجہ کے طبیعت سنبھل نہ سکی۔ اس عالم پیری میں بھی ہمیشہ مسجد میں جا کر نماز ادا فرماتے۔ اور اسی طرح ہر وقت عبادت الٰہی اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہوئے ندائے یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ کو لبیک کہتے ہوئے بغیر کسی بے ہوشی یا تکلیف کے کلمہ شریف پڑھتے ہوئے بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء مطابق ۲۵ ماہ شوال ۱۳۸۲ھ ۸۱ سال کی عمر میں اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف ہجرت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات

از نتیجۂ فکر
مولوی محمد ابراہیم بسنویؒ

دریغا کہ آں صاحب نیک نام
کہ لطف خدا بود بالائے او
وجودش بہ اعزاز اقبال بود
کہ ہر کار میشد بایمائے او
شب بیست پنجم ز شوال ماہ
کہ شد در جناں رونق افزائے او
ملک گفت تاریخ او باعزیز
غلام محمد جناں جائے او

ایضاً بسال عیسوی

عیسوی سال گفت آزاد بود
شد مقام غلام شاہ بلند

قرارداد

احمد پور شرقیہ میں عیسائی مشنری کی تبلیغی سرگرمی کو محسوس کرتے ہوئے "مجلس تحفظ ختم نبوت" احمد پور شرقیہ کا اجلاس بمقام دفتر "مجلس تحفظ ختم نبوت" منعقد ہوا۔ تمام اراکین مجلس نے شرکت کی۔ اجلاس ہذا میں باتفاق رائے مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی جس کا متن درج ذیل ہے۔

ہرگاہ شہر احمد پور شرقیہ ایک مسلم آبادی کا شہر ہے کچھ عرصے اس شہر میں عیسائی مشنری نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دی ہیں، اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش میں ہیں۔

سنا گیا ہے کہ یہاں پر گرجا گھر، مشن اسکول اور مشن ہسپتال بنانے کی فکر میں ہیں۔ اگر خدانخواستہ وہ اس میں کامیاب ہو گئے تو یہاں کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا شدید خطرہ ہے۔

لہٰذا مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ کا یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عیسائی مشنری کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگاتے ہوئے "گرجا گھر" مشن اسکول اور مشن ہسپتال بنانے کی اجازت دیتے وقت مسلمانانِ احمد پور شرقیہ کے مذہبی جذبات اور احساسات کو مدنظر رکھا جائے۔ نیز مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ اپنے حکام بالا سے اس مسئلہ پر اسلامی نظریات کے پیش نظر مکمل تعاون کی امید کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے فتنہ انگیز اقدامات کی بروقت روک تھام کی جائے امن عامہ کا تحفظ کیا جائے۔

سعید احمد ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت
احمد پور شرقیہ (بہاولپور)

بقیہ :- اداریہ

بکھری پڑی ہیں۔ ہزاروں بچے یتیم ہو گئے اور بے شمار عورتوں کے سہاگ اجڑ گئے ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں۔ پورا صوبہ مبتلائے مصیبت ہے اور آٹھ اضلاع تو بُری طرح اس طوفان کی ہلاکت خیزیوں سے متاثر ہوئے ہیں۔ ہزاروں مربع میل کا رقبہ تباہی و بربادی کی نذر ہو گیا ہے۔ لہلہاتی ہوئی کھیتیاں اجڑ گئیں، لاکھوں مویشی لقمۂ اجل بن گئے، آبادیاں ویرانوں میں تبدیل ہو گئیں۔ اور غیر سرکاری اندازے کے مطابق پندرہ ہزار سے زیادہ قیمتی جانیں طوفان کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قوم پر بے حسی کا عالم طاری ہے اور طوفان کی خبریں صرف اخبارات کی سرخیاں بن کر رہ گئی ہیں۔ عملی اعتبار سے ملک میں کوئی ہلچل نظر نہیں آتی کسی شخص کے دل میں وہ کسک اور تڑپ نظر نہیں آتی جو اس موقع پر ہونی چاہئے تھی۔ سینما، تھیٹر، راگ رنگ کی مجالس، عوام کے اللّے تللّے اور بے حیائی کے وہ تمام کاروبار جو عذاب الٰہی کو حرکت میں لانے کا سبب بنتے ہیں اُسی شد و مد سے جاری ہیں جیسے پہلے تھے۔ حالانکہ ایسے حالات و واقعات سے لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے دلوں میں خوف خدا کا غلبہ چاہئے اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جھک جانا چاہئے۔ تاکہ رحمت خداوندی کا دامن حرکت میں آئے۔ یہ کس قدر بیہودگی کی بات اور شرمناک فعل ہے کہ ہمارے لاکھوں کلمہ گو اور ہم وطن بھائی تو مصائب و آلام سے دوچار اور سر چھپانے کے لئے مکان تک سے محروم ہوں۔ اور ہم سینماؤں اور تھیٹروں میں دادِ عیش دیتے پھریں۔ انہیں کھانے کے لئے روٹی اور تن ڈھانپنے کو کپڑا تک میسر نہ ہو اور ہم رنگ رلیوں اور حرامخوریوں میں مشغول ہوں اور پھر دعویٰ کریں کہ ہمارے دلوں میں بھی قومی درد اور ملی ہمدردی کا جذبہ وافر موجود ہے۔ ذرا چشم تصوّر میں لایئے طوفان کی ہلاکت خیزیوں کو۔ پورا مشرقی پاکستان مصیبت میں گرفتار ہے۔ تین کروڑ ہم وطن طوفان سے متاثر ہیں اور طوفان بھی ایسا کہ مشرقی پاکستان کی پوری تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آسمان کی چھت کے علاوہ اُن کے سروں پر کوئی سایہ نہیں۔ عزیزوں کی جدائی کے زخم ہیں، رفیقوں کے بچھڑ جانے کا صدمہ ہے گھربار اُجڑ جانے کا دُکھ ہے۔ مال، مویشی، کپڑا مکان، روٹی ہر شئے کے محتاج ہیں اور طوفان کی ہولناکیوں کا منظر اس پر مستزاد ہے کیا یہ سب چیزیں جسم و روح کو کپکپا دینے کے لئے کافی نہیں۔ لیکن افسوس! الفت و محبت، مہر و وفا، اخوت و ہمدردی، خوف خدا اور انسانیت کا وہ درس عظیم جو پیغمبر اسلام نے ہمیں دیا تھا ہم نے یکسر بھلا دیا ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ ملک کا بچہ بچہ اس تباہی پر تڑپ اٹھتا اور اپنے بنگالی بھائیوں کی امداد کے لئے آناً فاناً حرکت میں آ جاتا۔ جماعتیں مالی معاونت کرتیں، امدادی کاموں کے لئے اپنے رضاکار روانہ کرتیں، طبی امداد کے لئے ملک کے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے وفود مشرقی پاکستان کا رُخ کرتے۔ کپڑے، اشیائے خوردنی اور دوسری ضروریاتِ زندگی مشرقی پاکستان بھیجی جاتیں۔ غرض ملک کا ہر فرد بشر اپنے بھائیوں کے غم میں مضطرب اور متحرک نظر آتا۔ مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ جوں جوں زمانہ گذرتا جا رہا ہے۔ الفت و محبت اور اخوت و ہمدردی کی روایتیں جو کبھی ہمارا طرۂ امتیاز تھیں ماند پڑتی جاتی ہیں۔ ابھی چند برس پیچھے کی بات ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اگر کوئی معمولی سا واقعہ پیش آ جاتا یا کوئی قومی و ملی حادثہ گذر جاتا تو ملک میں شور مچ جاتا۔ ہر گوشے سے اس کی صدائے بازگشت بلند ہوتی۔ اور یوں محسوس ہوتا کہ قوم کی قوم ہی سراپا ہمدردی بن گئی ہے مگر اب وہ تمام چیزیں عنقا نظر آتی ہیں۔ اور دلوں سے مہر و محبت قطعی طور پر اٹھتی چلی جاتی ہیں ؎

ہم نفسو! اُجڑ گئیں مہر و وفا کی بستیاں
پوچھتے ہیں یہ اہل دل مہر و وفا کو کیا ہوا؟

ہم تمام اہالیانِ ملک سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح سے مشرقی پاکستان میں بسنے والے اپنے بھائیوں کی امداد کریں۔ اُن کے غم کو اپنا غم سمجھیں۔ اور ان کے مصائب و آلام کو اپنے مصائب و آلام خیال کریں۔

آیئے! یہ امداد کرنے کے ساتھ ساتھ بارگاہِ ربّ العزت میں جھک جائیں اور اس کے حضور گڑگڑا کر التجا کریں۔ کہ وہ ہمارے گناہوں سے درگذر فرمائے۔ ہماری خطائیں معاف فرمائے اور اپنی رحمت کا دامن ہمارے سروں پر پھیلا دے۔ کاش ہم اپنے گناہوں پر نظر کر سکیں اور اس حقیقت کو سمجھ سکیں کہ آسمان سے جو بلا اور مصیبت نازل ہوتی ہے۔ وہ ہمارے ہی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار"

مرسلہ:- محمد امین مکان ۳۶
دہلی کالونی کراچی ۳

موت کا پروانہ

مسلمان کو قرآن اور نماز پڑھنے کی فرصت نہیں ہے۔ کیوں؟

اس لئے

کہ وہ مالدار ہے۔ اسے کوٹھی بنگلوں۔ یار دوستوں سیر و تفریح سے فرصت نہیں ہے۔

اس لئے

کہ وہ دکاندار اور کارخانہ دار ہے۔ اسے گاہکوں کاریگروں جمع خرچ اور حساب کتاب سے فرصت نہیں ہے۔

اس لئے

کہ وہ لیڈر، ممبر اور متولی ہے۔ اسے قوم کی خدمت۔ پروپیگنڈے اور پارٹی بازی سے فرصت نہیں ہے۔

اس لئے

کہ وہ مزدور ہے۔ اسے مزدوری اور پیٹ بھرنے سے فرصت نہیں ہے۔

اس لئے

کہ وہ عورت ہے۔ اسے گھر کے دھندوں اور بیاہ شادی سے فرصت نہیں ہے۔

البتہ اس کی فرصت کا ایک وقت ہے وہ کب؟

جب

حضرت عزرائیل موت کا پروانہ لے کر سر پر آ کھڑے ہوں اور موت کا فرشتہ محلہ اور مکان کا محاصرہ کر لے۔

جب

جان حلق میں آ جائے۔ آنکھوں کی پتلیاں اوپر چڑھ جائیں۔ پنڈلی سے پنڈلی ترانے لگے۔ منہ سے جھاگ آنے لگے۔ اور چارپائی پر چاروں شانے چت پڑا ہو۔ اس وقت یٰسین والقرآن الحکیم پڑھنے اور سننے کی فرصت ہو گی۔

لہٰذا

اے مسلمانو! اگر دنیا میں زندہ اور باعزت رہنا چاہتا ہے تو خدا کے لئے قرآن پڑھو اور تیرہ سو چوراسی (۱۳۸۴ھ) برس پہلے لوٹ جا اور نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق زندگی و بندگی کے نقش پائے مبارک کو تلاش کرتا ہوا۔ آ اور اپنے چہرے مہرے لباس اور آرائش کو سنت نبویؐ کے قالب میں ڈھال۔ ورنہ یقین کر کہ قوم کی اکثرت و قوت نعرے۔ زندہ باد۔ مردہ باد۔ لیڈر۔ قائد، پیر، شہید، مولوی۔ مفتی عذاب کے وقت کام نہ آئیں گے اللہ تعالیٰ ہر عذاب سے محفوظ رکھے۔

بچوں کا صفحہ

طلب صادق

از:- شاہ محمد مکرم عطا سکونی

قرآن کریم اور حدیث کی کتابوں میں جہاں علم کی فضیلت اور ضرورت بتائی گئی ہے۔ اس کے لئے "طلب صادق" اور تلاش کی بھی تاکید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ علم تلاش کرو خواہ تمہیں چین کیوں نہ جانا پڑے یعنی اگر علم کی روشنی حاصل کرنے کے لئے دور دراز کا سفر ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے تو تم اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ علم دنیا اور دین کے لئے ایسی روشنی ہے۔ جسے حاصل کئے بغیر ہم فلاح دارین سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ اس مختصر سی مجلس میں ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ کیوں کر دور دراز کا سفر طے کر کے اپنی بے مائیگی اور بے بسی کے باوجود اپنے شوق پر غالب آئے۔ وہ نوے برس کی عمر میں بھی طالب علم رہے ہیں۔ اور جب ان کی روح میں تلاطم رہا۔ ان کے دل و دماغ خدمتِ علم میں مصروف نظر آئے۔

جن جوانمردوں نے میدانِ طلبِ علم کو طے کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ یہ راہ کیسی معرکہ خیز اور صبر آزما ہے۔ کہیں افلاس کا مردم خور دیو اپنی منحوس صورت دکھاتا ہے۔ اور قوتِ لایموت کے حصول کی بھی کوئی شکل نظر نہیں آتی۔ کہیں جڑی بوٹی کے پتوں پر بسر کرنی پڑتی ہے۔ اور کبھی نان بائی کی دکان پر صرف بوئے طعام پر قانع ہونا پڑتا ہے۔ کسی کا محنت اور مشقت سے جی گھبراتا ہے اور چھکے چھوٹتے ہیں کسی کو ناز و نعمت کے کرشمے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ کسی کی نفسانی خواہشیں دستِ بگریباں ہوتی ہیں۔ غرض ایک ہنگامۂ بلاخیز سے سابقہ پڑتا ہے جن ارادوں میں ذرا بھی قوت کی کمی ہوتی ہے وہ ان معرکوں میں پست ہو جاتے ہیں اور ان کی زبانِ حال پر لا طاقۃ لنا الیوم کا مضمون ہوتا ہے۔ لیکن سچی طلب اپنا راستہ صاف کر کے طالب کو مطلوب تک پہنچا دیتی ہے۔ اور جس قدر دقت اور صعوبت پیش آتی ہے۔ ان بہادر طالبوں کے عزائم زیادہ مستحکم اور حوصلے زیادہ بلند جاتے ہیں۔ اگر حوصلوں میں وسعت اور ارادوں میں استحکام نہ ہوتا تو اہل اسلام کو امام بخاری اور حکیم ابو النصر فارابی نصیب نہ ہوتے۔ کیا چقندر کے پتے اور جنگل کی گھاس کھا کر اور شب کو پاسبانوں کی لالٹینوں سے مطالعہ کر کے امام وقت اور حکیم بن جانا آسان ہے۔ نہیں ہرگز نہیں وہ کون سی قوت تھی جس نے علی بن عاصم عراقی اور ابن سنجر کو ناز و نعمت کی آغوش سے چھین کر راہ طلب میں سرگرداں کر دیا۔ اور اتنا پھرایا کہ ایک کو مسندِ عراق عطا ہوئی اور دوسرے کو حافظ کبیر بنا کر چھوڑا۔ بیشک یہ طلب صادق کا ہی کرشمہ ہے۔

حافظ الحدیث بغدادیؒ شبابہ کے یہاں تحصیل علم کو جانے لگے۔ تو ان کی مقدرت کی کل کائنات یہ تھی کہ ان کی دل سوز والدہ نے سو کلچے پکا دیئے تھے۔ جن کو ایک گھڑے میں بھر کر ساتھ لے گئے۔ روٹیاں مہربان ماں نے پکا دی تھیں۔ سالن ہونہار اور دلیر فرزند نے خود تجویز کر لیا۔ اور اتنا کثیر کہ آج تک صدہا برس گزر جانے کے بعد بھی ویسا ہی تر و تازہ موجود ہے۔ وہ کیا؟ دجلے کا پانی

شیخ الاسلام بقی بن مخلد اس سے بھی زیادہ ایک موثر حکایت بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس پر ایام طالب علمی میں اتنا سخت زمانہ گزرا تھا کہ بے مائیگی کی وجہ سے چقندر کے پتے کھا کھا کر بسر کرتا۔ دوستو! پتے کھانا کچھ بعید اور عجیب نہیں بھوک وہ بلا ہے کہ لخت جگر بچوں کے کباب ماں باپ کو کھلا کر چھوڑتی ہے۔

قابلِ صد تحسین و ہزار آفرین یہ ہے کہ جس افلاس نے چقندر کے پتے کھانے پر مجبور کیا۔ اس میں اتنی طاقت نہ تھی کہ علمی شوق پر غالب آتا۔ اور اس دلیر طالب علم کی ہمت توڑ دیتا۔

امام بخاریؒ چودہ سال کی عمر میں گھر سے نکل پڑے اور ایک سفر میں آپ کو اتنی قلت ہوئی کہ جنگل کی بوٹی پر بسر کیا۔

ابن المقری ابو الشیخ اور طبرانی امام طالب علمی میں مدینہ طیبہ میں تھے تینوں بھوک سے عاجز آئے اور روضۂ منورہ پر صدا دی کہ الجوع الجوع یا رسول اللہ الجوع ابو الشیخ اور ابن المقری فرودگاہ پر آ گئے طبرانی وہیں پر جم کر بیٹھ گئے کہ یا موت آئے گی یا روزی

محدث اندلس (سپین) ابن جیون نے حدیث اندلس۔ عراق۔ حجاز اور یمن کے شیوخ سے حاصل کی۔ دریا کے ذریعے سفر میں پورا بحیرہ روم اور تمام مقامات بحیرۂ احمر خشکی سے بلخ سے سویز تک سارا براعظم افریقہ اس کے بعد اگر براہ راست اگر یمن آتے تو کل بحیرہ احمر سفر کر کے یمن پہنچے۔ اگر بیت المقدس وغیرہ کی جانب چلے گئے۔ تو شام۔ عراق۔ حجاز میں پھر کر منزل علمی طے کی۔ مگر چونکہ مصر نہیں گئے اس لئے بحری راستے سے یہ منزل طے کی گئی۔

ابن المقری نے ایک نسخہ کے لئے ستر منزل کا سفر طے کیا یعنی ۸۴۰ میل چار بار مشرق ممالک ایشیاء اور مغرب ممالک افریقہ و سپین کا سفر اور دس بار بیت المقدس کا سفر کیا۔ حافظ ابن مفرح نے سعید ابن الاعرابی سے مکۃ المکرمہ میں حدیث کی سماعت کی۔ ابن راشد دمشق میں قاسم ابن اصبغ سے قرطبہ میں ابن سلمان سے طرابلس میں غرض کہ کہاں تک گنایا جائے۔ جب ہم اپنے سلف کے طلب اور شوق کو دیکھتے ہیں شرم سے ہماری آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں کہ آرام و آسائش کے باوجود وسائل و ذرائع کی فراوانی کے ہوتے ہوئے ہم طلب علم میں کتنے کاذب اور ریاکار ہیں۔

خدائے تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چل کے علم کے صراطِ مستقیم کے لئے روشن منارہ ثابت ہوں۔

وباللہ التوفیق
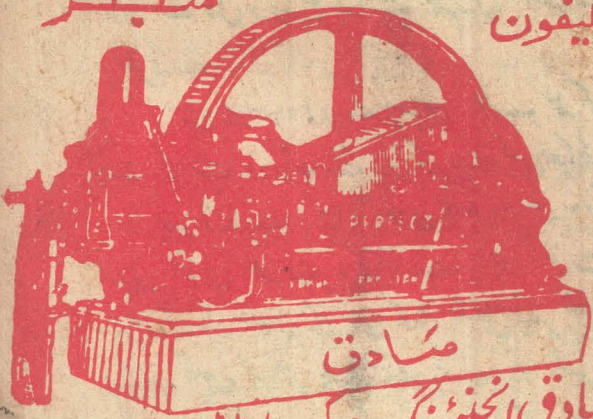
۲۸ مئی ۱۹۶۵ء
فون نمبر ۶۷۵۴۵
Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)
رجسٹرڈ ایل نمبر
نمبر ۶۰۴۷
چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور
T. B. C
الائیٹ
پین اور انک
Elite
ٹیلیفون نمبر ۴۹۷۶
صادق
صادق انجنیئرنگ ورکس لمیٹڈ
بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور
سچی ہٹی
قرآن عزیز
تجیۂ جدیدہ
دیدہ زیب
رنگین
عکسی طباعت سے مزین
مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد
چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔
ھدیہ
مجلد قسم اول
آفسٹ پیپر
ختم ہے
مجلد قسم دوم
کرنافلی سفید کاغذ
۱۲/- روپے
مجلد قسم سوم
کیمنیکل گلیز کاغذ
۸/- روپے
محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے
لکھیں۔
ملنے کا پتہ: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور
طیبات ملفوظات
شیخ التفسیر
حضرت مولانا
احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ
نیا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے۔
ہدیہ رعایتی -/۲ روپے۔ محصولڈاک ایک روپیہ۔ کل تین روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی۔
ملنے کا پتہ: دفتر انجمن خدام الدین لاہور